ماہنامہ **انصار اللہ** ربوہ

مئی ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

آ بیٹھ مرے پاس، مرا دستِ تہی تھام

آج سے تقریباً چالیس برس پہلے بعض (وفات یافتگان) کی یاد میں کچھ شعر کہے تھے مگر نظم مکمل نہ ہو سکی اور رفتہ رفتہ تقریباً بھول ہی چکی تھی کہ اب آصفہ بیگم کی وفات نے اس مٹتی ہوئی یاد کو اُجاگر کر دیا اور سب نہیں تو اکثر شعر یاد آ گئے۔ اب ان میں کچھ اضافہ کے ساتھ نظم مکمل کر لی ہے جو بھجوا رہا ہوں۔ والسلام

خاکسار

مرزا طاہر احمد

۱۹-۴-۱۳۷۱ / ۱۹۹۲ء

ہے حُسن میں ضَو غم کے شراروں کے سہارے ✤ اِک چاند مُعلّق ہے ستاروں کے سہارے
اِک شعلہ سالرزاں ہے سرِ گورِ تمنّا ✤ اِک غم جئے جاتا ہے مزاروں کے سہارے
تُو رُوٹھ کے امّیدوں کا دل توڑ گیا ہے ✤ اے میری اُمنگوں کے سہاروں کے سہارے
ناداری میں ناداروں کے رکھوالے تھے کچھ لوگ ✤ بخشش کے بھکاری گنہگاروں کے سہارے
سُکھ بانٹتے پھرتے تھے مگر کتنے دُکھی تھے ✤ بے چارگیٔ غم میں بچاروں کے سہارے
مَرتے ہیں جب اللہ کے بندوں کے نگہباں ✤ کون ہوتے ہیں خود اُنکے دُلاروں کے سہارے؟
وہ ناؤ خدا بنتا ہے خود جس کا کِھوَیّا ✤ پاگل ہے کہ ڈھونڈے وہ کناروں کے سہارے
کانٹوں نے بہت یاد کیا اُن کو خزاں میں ✤ جو گُل کبھی زندہ تھے بہاروں کے سہارے
کیا ان کا بھروسہ ہے جو دیتے تھے بھروسے ✤ لو مَر گئے جِیتے تھے جو پیاروں کے سہارے
دیکھو! مِرے سب پیاروں کو تھا تم سے بہت پیار ✤ میرے ہی نہیں، تم تھے ہزاروں کے سہارے

آ بیٹھ مرے پاس۔ مِرا دستِ تہی تھام
مَت چھوڑ کے جا۔ درد کے ماروں کے سہارے

بشکریہ الفضل

ماہنامہ

انصار اللہ ربوہ

مئی ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ۳۳

شمارہ نمبر ۵

شرح چندہ

پاکستان ——— تیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ——— تین روپے

ادار یہ

"بلانے والا ہے سب سے پیارا"

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔

(تذکرہ۔ ص ۱۴۰)

یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے بطور خوشخبری ۱۸۸۶ء میں الہاما" بتائے کہ تیرا گھر یقیناً برکت سے بھرے گا اور ایسی خواتین تجھے عطا ہونگی جو خود بھی صفت مبارکہ کے لازوال حسن اور ملکوتی جمال سے مزین ہونگی اور تیری اس برکت کو اقوام میں بانٹنے کا موجب بھی ہونگی۔ اسی طرح ان سے متبرک اولاد پیدا ہوگی اور پھر ان سے برکت کے سوتے پھوٹیں گے۔ اور ان برکت کے چشموں سے تمام عالم کو سیراب کیا جائے گا۔

چنانچہ نوشتہ تقدیر میں حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ بھی خواتین مبارکہ کا وہ نگینہ تھیں جس میں قدرت ثانیہ کے مظہر رابع کے فیض کی چمک جلوہ آرا ہوئی اور اس روشنی اور برکت سے کئی خاندان مستفیض ہوئے اور یہ فیض رسانی کی تڑپ مرتے دم تک آپ کے دل میں جاگزیں رہی۔ چنانچہ حضور انور آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک خاص بات جو میرے دل کو بہت ہی بھائی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ بی بی میں آپ کے لئے بہت دعا کر رہا ہوں۔ آپ کو تصور نہیں ہے کہ کس طرح کر رہا ہوں تو کہتی ہیں صرف میرے لئے نہ کریں۔ ساری دنیا کے بیماروں کے لئے کریں اور بھی تو بیمار ہیں۔ وہ بھی تو دکھوں میں مبتلاء ہیں۔ میں نے کہا میں پہلے ہی انکے لئے دعا کر رہا ہوں اور کبھی ہوا ہی نہیں کہ تمہارے لئے کروں اور توجہ پھیل کر ساری دنیا میں بیماروں تک نہ پہنچے۔ جس جس ملک میں۔ مختلف Continents میں لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں۔ تمہارے دکھ کا فیض دعاؤں کی صورت میں سب کو پہنچ رہا ہے۔ اس پر چہرے پر بڑا ہی اطمینان آیا اور کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۔ اپریل ۱۹۹۲ء بحوالہ الفضل ۱۵۔ اپریل ۱۹۹۲ء)

حضرت سیدہ آصفہ صاحبہ نور اللہ مرقدھا نجیب الطرفین تھیں آپ کے والد محترم مرزا رشید احمد صاحب حضرت

صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے فرزند تھے' اس طرح آپ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پڑپوتی تھیں آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ امتہ السلام صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی دختر نیک اختر تھیں اور اس طرح آپ کو حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پڑنواسی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ ایک نمایاں اعزاز جو آپ کے حصے میں آیا وہ حضرت مصلح موعود کی بہو بننے کا ہے۔ آپ طبعاً "سادگی پسند' منکسر المزاج' بااخلاق' سنجیدہ تصنع سے پاک' نرم خو' نرم گفتار و کم گو اور انتہائی عزم و حوصلہ سے کام لینے والی مبارک خاتون تھیں دست قدرت نے آپ کے اندر کوئی ایسا مخفی جوہر رکھا تھا کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کے مظہر رابع کی حرم بننے کا ایک بہت بڑا اعزاز بخشا۔ ۳۴ سال سے زائد عرصہ تک کی پر سعادت رفاقت میں قریباً دس سال کا عرصہ زمانہ خلافت میں گزرا۔

۱۹۸۴ء کی ہجرت کے بعد آپ نے انتہائی وقار' محنت' عزم و ہمت' خندہ پیشانی اور وفاداری کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم ذمہ داریوں کی ادائیگی میں قابل ستائش تعاون فرمایا اور اس انتہائی مصروف زندگی اور بھرپور عالمگیر مساعی سے معمور دور میں آپ کو ہمارے پیارے آقا کا ہر حال میں ساتھ دینے کی توفیق ملی ۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

واقعی یہ سعادت مقدر تھی اور امام جماعت احمدیہ سے تعلق کی وجہ سے آپ بھی امر ہو گئیں اور یہ وعدہ آپ کے ذریعہ سے بھی پورا ہوا "تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا" یہ اعزاز آپ کو زندہ جاوید بنا گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی آپ کے نام زندہ رہنے کی بشارت دی۔

چنانچہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ آپ کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ کرنا تھا اس سے پہلے استخارہ کیا اور رؤیا کی حالت میں یعنی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ رؤیا کی حالت میں الہام ہوا اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا" اس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں؟ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ آئندہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا لیکن اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً "کاموں میں انکو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا انکو میرے کاموں میں شریک فرماوے گا اور انکو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصہ لیتی رہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۔ اپریل ۱۹۹۲ء بحوالہ الفضل ۱۵۔ اپریل ۱۹۹۲ء)

سوائے جانے والی روح! تو زندہ ہے' تیرا نام زندہ ہے۔ حضور کے ساتھ تعلق کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والی برکات زندہ ہیں۔

تو وہ مبارک روح ہے جو رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں مشرق سے مغرب تک ایک صد ستائیس ملکوں میں پھیلی ہوئی سعید روحوں کی مضطربانہ اور متضرعانہ دعاؤں کے جلو میں **ارجعی الی ربک** کی نوید کے تحت نفس **مطمئنہ** کے ساتھ اپنے پیارے رفیق اعلیٰ کے حضور حاضر ہو گئی۔

سواے سعید روح تجھے صد مبارک کہ ہمارے پیارے آقا نے جب خدا رحیم و کریم کے حضور اس شدید خواہش کا اظہار کیا

"خدا مجھے کچھ تو بتا اور جس آیت پر میری نظر پڑے وہی میرا پیغام ہو۔ تو جس آیت پر نظر پڑی وہ تھی **ادخلوھا بسلام امنین۔** اس میں تم سلام اور امن کے ساتھ داخل ہو تو وہ پیغام بالکل واضح تھا"

اس عظیم الشان بشارت کے تحت تو **ادخلی فی جنتی** کا مصداق بنکر خدا کی رضا کی ابدی جنتوں کی وارث بن گئی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ نَوَّرَ اللّٰہُ مَرقَدَھَا
کی وفات حسرت آیات پر ادارہ
سیّدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اور جملہ افرادِ خاندانِ حضرت اقدس مسیح موعود
و احبابِ جماعت سے دلی تعزیت اور دُکھ
بھرے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔

امام الکلام

دوستانہ تعلق

"خدا تعالیٰ نے تو انسان سے نہایت تنزل کے رنگ میں دوستانہ برتاؤ کیا ہے۔ دوستانہ تعلق کیا ہوتا ہے یہی کہ کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی بات کو مان لیتا ہے اور کبھی دوسرے سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ بھی ایسا ہی کرتا ہے........

اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ اپنے بندوں کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچنے دیتا اور ہر طرح سے عیش و آرام میں انکی زندگی بسر کرواتا انکی زندگی شاہانہ زندگی ہوتی۔ ہروقت انکے لئے عیش و طرب کے سامان مہیا کئے جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس میں بڑے اسرار اور راز نہانی ہوتے ہیں دیکھو ایک والدین کو اپنی لڑکی کیسی پیاری ہوتی ہے بلکہ اکثر لڑکوں کی نسبت زیادہ پیاری ہوتی ہے مگر ایک وقت آتا ہے کہ والدین انکو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں وہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت کو دیکھنا بڑے جگر والوں کا کام ہوتا ہے دونوں طرف کی حالت ہی بڑی قابل رحم ہوتی ہے۔ قریباً چودہ۔ پندرہ سال ایک جگہ رہے ہوئے ہوتے ہیں آخر انکی جدائی کا وقت نہایت ہی رقت کا وقت ہوتا ہے۔ اس جدائی کو بھی کوئی نادان بے رحمی کہہ دے تو بجا ہے مگر اس لڑکی میں بعض ایسے قویٰ ہوتے ہیں جن کا اظہار اس علیحدگی اور سسرال میں جا کر شوہر سے معاشرت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے جو طرفین کے لئے موجب برکت اور رحمت ہوتا ہے۔

یہی حال اہل اللہ کا ہے۔ ان لوگوں میں بعض خلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب تک ان پر تکالیف اور شدائد نہ آویں ان کا اظہار ناممکن ہوتا ہے دیکھو اب ہم لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بیان کرنے میں بڑے فخر اور جرأت سے کام لیتے ہیں یہ بھی تو صرف اسی وجہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دونوں زمانے آچکے ہوئے ہیں ورنہ ہم یہ فضیلت کس طرح بیان کرتے۔ دکھ کے زمانہ کو بری نظر سے نہ دیکھو یہ خدا سے لذت کو اور اس کے قرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی لذت کے حاصل کرنے کے واسطے جو خدا کے مقبولوں کو ملا کرتی ہے۔ دنیوی اور سفلی کل لذات کو طلاق دینی پڑا کرتی ہے۔ خدا کا مقرب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دکھ سہتے جاویں اور شکر کیا جاوے اور نئے دن ایک نئی موت اپنے اوپر لینی پڑتی ہے جب انسان دنیوی ہوا و ہوس اور نفس کی طرف سے بکلی موت اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے تب اسے وہ حیات ملتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی اور پھر اس کے بعد مرنا کبھی نہیں ہوتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گزرا ہے"۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود سورۃ بقرہ ص ۲۲۳ تا ۲۲۵)

کلام الامام

منزل مقصود سب کی ایک ہی ہے

"حقیقی مومن قربانی سے گھبراتا نہیں بلکہ جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا اس کی کوئی قیمتی متاع ضائع ہو جاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ مرنے والا اور باقی رہنے والے سب اس کے ہی ہیں۔ پس اگر وہ اللہ کی چیز تھی اور ہم بھی اسی کے ہیں تو اللہ تعالیٰ اگر اپنے ایک غلام کے پاس رکھوائی ہوئی امانت واپس لے گیا تو اسے شکوہ کا کیا حق ہے۔ میں تو سب کچھ اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہوں۔

مگر یہ پہلا حصہ کچھ استغناء ظاہر کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم فرما کر دوسرا حصہ اس کے ساتھ لگا دیا کہ انا الیہ راجعون۔ اور اس طرح اس تعزیت کو مکمل فرما دیا۔ پہلے فرمایا تھا کہ اگر ہم تم کو کوئی انعام دیتے ہیں اور پھر وہ انعام تم سے لے لیتے ہیں تو تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ میرے محسن نے فلاں چیز مجھے دی تھی اور میں اس سے پانچ سال یا دس سال یا بیس سال یا تیس سال یا چالیس سال یا پچاس سال تک فائدہ اٹھاتا رہا اس کے بعد وہ اپنی امانت مجھ سے کیوں لے گیا اس بات پر اسے شکوے کا کیا حق ہے یہ تو اس کا احسان تھا کہ جتنی مدت وہ چیز اس کے پاس رہی اس سے وہ پوری طرح فائدہ اٹھاتا رہا۔ اب اس کے بعد فرماتا ہے کہ یاد رکھو اگر تمہارا کوئی عزیز ہم نے تم سے جدا کر دیا ہے تو مومن کو یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ دنیا سے کسی کا اٹھ جانا دائمی جدائی کا موجب تو نہیں ہوتا۔ اگر یہ دائمی جدائی ہوتی اور فرض کرو کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہ ہوتی تب بھی کیا خدا کا حق نہیں تھا کہ جو چیز اس نے دی ہے وہ اسے واپس لے لے۔ لیکن وہ زائد وعدہ یہ کرتا ہے کہ انا الیہ راجعون۔ ایک شخص اگر خدا کی طرف گیا ہے تو ہم بھی ایک دن اسی کی طرف چلے جائیں گے فرق صرف یہ ہے کہ کسی نے پہلے سفر طے کر لیا اور کوئی بعد میں سفر کے لئے چل پڑے گا ورنہ منزل مقصود سب کی ایک ہی ہے........ پس جسم بے شک دکھ پاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہوتا ہے اس بندے پر جس کی روح خدا کے آستانہ پر جھکی رہے اور اس سے کہے کہ اے میرے رب! مجھے کوئی شکوہ نہیں۔ تو نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ یہی عین مصلحت تھی اور یہی چیز میرے لئے بہتر تھی۔ تیرا فضل بالکل درست ہے اور گو مجھے سمجھ میں نہ آئے مگر میں یہی کہتا ہوں کہ تیرا کوئی کام حکمت کے بغیر نہیں"۔

(تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود جلد دوم ص ۳۰۰)

❀ ❀ ❀

عربی منظوم کلام

وَحِيْدٌ فَرِيْدٌ لَا شَرِيْكَ لِذَاتِهٖ　　قَوِيٌّ عَلِيٌّ فِي الْكَمَالِ تَوَحَّدَا

واحد و یگانہ ہے اپنی ذات میں لاشریک ہے　　طاقت ور برتر ہے کمال میں یکتا ہے

وَمَنْ جَاءَهٗ طَوْعًا وَّصِدْقًا فَقَدْ نَجَا　　وَاُدْخِلَ وِرْدًا بَعْدَ مَا كَانَ مُلْبَدًا

جو اطاعت و صدق سے اُس کے پاس آیا نجات پائی　　اور چشمہ میں داخل کیا گیا اگرچہ وہ گند سے لتھڑا ہوا تھا

لَهُ الْمُلْكُ وَالْمَلْكُوْتُ وَالْمَجْدُ كُلُّهٗ　　وَكُلٌّ لَّهٗ مَا لَاحَ اَوْرَاحَ اَوْغَدَا

تمام بادشاہی زمین کی اور ملکوت کی سب اُس کی ہے　　جو چمکا جو شام کو آیا یا صبح کو سب اُسی کا ہے

وَمَنْ قَالَ اِنَّ لَهٗ اِلٰهًا قَادِرًا　　سِوَاهُ فَقَدْ تَبِعَ الضَّلَالَةَ وَاعْتَدٰى

جو کہتا ہے کہ اُس کے سوا میرا کوئی معبود قادر ہے　　وہ گمراہی کے پیچھے لگا اور سرکش ہؤا

هُدَى الْعَالَمِيْنَ وَاَنْزَلَ الْكُتُبَ رَحْمَةً　　وَاَرْسَلَ رُسُلًا بَعْدَ رُسُلٍ وَّاَكَّدَا

اُس نے رحمت سے مخلوق کی ہدایت کی اور کتابیں نازل کیں　　ایک کے بعد دوسرے رسول کو بھیجا ہے اور تاکید کی ہے

وَاَنْتَ اِلٰهِيْ مَأْمَنِيْ وَمَفَازَتِيْ　　وَمَالِيْ سِوَاكَ مُعَاوِنٌ يَدْفَعُ الْعِدَا

اے میرے اللہ تو ہی میری پناہ اور مراد ہے　　میرا تیرے سوا کوئی مددگار نہیں جو دشمنوں کو دفع کرے

عَلَيْكَ تَوَكُّلُنَا وَاَنْتَ مَلَاذُنَا　　وَقَدْ مَسَّنَا ضُرٌّ وَّجِئْنَاكَ لِلنَّدَا

تجھ پر ہی ہمارا آسرا ہے تو ہی ہماری پناہ ہے　　ہم کو دکھ پہنچا اور ہم انعام کے لئے حاضر ہوئے ہیں

(درثمین عربی مترجم صفحہ ۴۸)

فارسی منظوم کلام

اے خدا اے چارہ آزار ما　　اے علاج گریہ ہائے زار ما

اے خدا!! اے ہمارے دکھوں کی دوا اور اے ہماری گریہ وزاری کا علاج

اے تو مرہم بخش جان ریش ما　　اے تو دلدار دل غم کیش ما

تو ہماری زخمی جان پر مرہم رکھنے والا ہے اور تو ہمارے غمزدہ دل کی دلداری کرنے والا ہے

از کرم برداشتی ہر بار ما　　وزتواز باروبر اشجار ما

تو نے اپنی مہربانی سے ہمارے سب بوجھ اٹھالئے ہیں اور ہمارے درختوں پر میوہ اور پھل تیرے فضل سے ہے

حافظ و ستاری از جودو کرم　　بیکساں را یاری از لطف اتم

تو ہی مہربانی اور عنایت سے ہمارا محافظ اور پردہ پوش ہے اور کمال مہربانی سے بیکسوں کا ہمدرد ہے

بندہ درماندہ باشد دل طپاں　　ناگہاں درماں برآری ازمیاں

جب بندہ مغموم اور درماندہ ہوجاتا ہے تو فوراً وہیں سے اس کا علاج پیدا کر دیتا ہے۔

عاجزے را ظلمتے گیرد براہ!　　ناگہاں آری بروصد مہرو ماہ!

جب کسی عاجز کو رستے میں اندھیرا گھیر لیتا ہے تو تو یکدم اس کے لئے سینکڑوں سورج اور چاند پیدا کر دیتا ہے

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام　　صحبتے بعد از لقائے تو حرام

حسن اخلاق اور دلبری تجھ پر ختم ہیں تیری ملاقات کے بعد پھر کسی سے تعلق رکھنا حرام ہے

(درثمین فارسی مترجم ص ۱۱۴)

"تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا کی وفات حسرت آیات پر آپ کی علالت کا تفصیلی ذکر اور اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۳ اپریل ۱۹۹۲ء

بمقام بیت الفضل لندن

تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔۔ سورۃ رحمٰن آیت ۲۷ تا ۲۹ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

سورہ رحمان کی جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں ایک ایسا عظیم الشان دائمی اعلان کیا گیا ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں اور توحید کا گہرا راز اس میں بیانِ فرمایا گیا ہے اور خدا کے واحد اور احد ہونے کے باوجود مخلوقات سے اس کے تعلقات کا راز اس میں کھولا گیا ہے کل من علیھا فان ہر وہ چیز جو سطح ارض پر موجود ہے وہ مٹ جائے گی۔ باقی نہیں رہے گی۔ فان۔ ہلاک ہونے والی ہے۔ ویبقٰی وجہ ربک لفظی ترجمہ اس کا یہ ہے کہ تیرے رب کا چہرہ جو جلال اور اکرام والا چہرہ ہے صرف وہی باقی رہے گا۔ لیکن اس آیت کے ترجمہ میں ترجمہ کرنے والوں کو دقت پیش آتی ہے اور اس لئے مختلف ترجمے پیش کئے جاتے ہیں۔ خدا کا چہرہ سے کیا مراد ہے؟ بعض لوگ اس سے ذات باری تعالیٰ مراد لیتے ہیں اور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ خدا کی ذات باقی رہے گی اور ہر دوسری چیز مٹ جائے گی۔ بعض یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ خدا [illegible] نگاہیں جس پر پڑیں اور جس کو خدا کا وجہ نصیب ہو جائے وہ مستثنیٰ ہے۔ وہی باقی رہے گا جسے اللہ کی رضا حا[illegible] خدا کی رضا باقی رکھے۔ حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے یہی عارفانہ ترجمہ تفسیر صغیر میں فرمایا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز فانی اور بے معنی اور بے حقیقت ہے اور ان کی بقاء کے بھی کوئی معنی نہیں جو بظاہر نظر بھی آئیں وہی چیز باقی ہے۔ جو رب کی رضا کے ساتھ باقی ہے اور رب کی رضا کے ساتھ زندہ ہے۔

اس کے علاوہ اس میں ایک اور راز یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ اگر کوئی چیزیں باقی رہتی ہیں تو فی ذاتہ باقی نہیں رہ سکتیں۔ اللہ نے یہ استثناء کر کے متوجہ فرما دیا کہ ہم خدا کے سوا بھی تو بے انتہاء وجود دیکھتے ہیں اور مرنے کے بعد کی زندگی کا ہم سے وعدہ بھی کیا گیا ہے تو کل من علیھا فان سے کیا صرف یہ مراد ہے کہ اس دنیا سے مٹ کر ہر چیز ایک نئی زندگی میں داخل ہوگی لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ جس کی وابستگی ہوگی اسے نئی زندگی ملے گی اور

اسے بقا نصیب ہوگی سوائے اس کے جسے خدا کا وجہ نصیب نہ ہو۔ وجہ سے مراد توجہ بھی ہے، رحمت، شفقت، پیار اور محبت کا تعلق یہ ساری باتیں پیار کی توجہ میں داخل ہوتی ہیں۔ پس وجہ ربک کا مطلب یہ ہوگا کہ سوائے ان کے جن کو خدا کے پیار کی توجہ نصیب ہو وہ فنا ہونے والے وجود نہیں ہیں وہ ہمیشہ باقی رکھے جائیں گے۔ پس ان معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب سے اول اس آیت سے مراد ہیں اور سب سے اول یہ آیت آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات ہی پر اطلاق پاتی ہے۔

آج جمعہ کا مبارک دن ہے۔ ۲۹ رمضان ہے۔ یہ جمعتہ الوداع کہلاتا ہے۔ اس جمعہ کے آغاز ہی میں یعنی جب جمعرات کا سورج ڈھل گیا اور اسلامی نقطہ نگاہ سے جمعہ کی رات شروع ہو گئی اور جب انگریزی نقطہ نگاہ سے بھی رات کے بارہ بجے اور ایک دو منٹ اوپر ہوئے تو اس وقت میری بیوی کو اپنے رب کا بلاوہ آگیا۔ اس سے پہلے میں ان کا ذکر نہیں کیا کرتا تھا۔ اس کی وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ مجھے ڈر تھا۔ کہ اگر جذبات پر قابو نہ رہا تو جماعت جو پہلے ہی نڈھال ہے بالکل ذبح کی حالت کو پہنچ جائے گی۔ جماعت سے جو میرا تعلق ہے وہ ایسا ہے کہ میں جماعت کے دل میں رہتا ہوں۔ اور جماعت میرے دل میں رہتی ہے۔ یہ ایسا تعلق ہے جو خطوں کا محتاج نہیں۔ پیغاموں کا محتاج نہیں۔ کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ اسے مجھ سے کتنی محبت ہے۔ مجھے کسی کو بتانا نہیں پڑتا کہ مجھے اس سے کتنی محبت ہے۔ یہ ایسے جاری و ساری زندہ رشتے ہیں جو وجہ ربک کے طفیل ہمیں نصیب ہوئے ہیں اور وجہ ربک کی یہ علامات ہیں کہ الٰہی محبتیں اتنی شدت پکڑ جائیں کہ دوسری دنیاوی محبتیں ان کے مقابل پر کوئی حیثیت نہ رکھیں تو ایک تو یہ خوف دامن گیر تھا کہ کہیں میرے جذبات کے غلبہ کے نتیجہ میں وہ احمدی جو پہلے ہی بہت شدت کے ساتھ میرا دکھ محسوس کر رہے ہیں ان کی حالت غیر نہ ہو جائے۔

دوسرے یہ بات پیش نظر تھی کہ ضرورت ہی کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ اطلاعیں مل رہی ہیں اور سب کو علم ہے کہ کیا صورت حال ہے۔ تیسری ایک وجہ یہ تھی کہ باوجود اس کے کہ بعض رؤیا ایسی ملتی رہیں جن سے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید خدا تعالیٰ کی تقدیر شفاء کی صورت میں ظاہر ہو لیکن بعض اور ایسی علامتیں ساتھ ساتھ جاری رہیں کہ جن کے نتیجہ میں میں یقین کے ساتھ جماعت کے سامنے کوئی نظریہ پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے واضح طور پر وصال کی خبر ملتی تو تب بھی میں کسی رنگ میں جماعت کو تیار کرتا۔ اگر واضح طور پہ شفاء کی خبر ملتی تو تب بھی میں تیار کرتا اور بتا دیتا کہ خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے جس طرح اس سے پہلے بتایا گیا اور بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حق میں وہ نظارہ پورا فرمایا تو اس وقت کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ مثلاً میں آپ کے سامنے اب اس عرصہ کے کچھ واقعات کھول کر بیان کروں گا۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس گومگو اور کشمکش کی حالت میں سے ہم گذرے ہیں۔ لیکن سب سے پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ آپ کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں ۲۱ جنوری کو ہوئی اور اس لحاظ سے مجھ سے تقریباً ۸ برس

چھوٹی تھیں۔ اور ہماری شادی ۱۹۵۷ء میں جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہوئی۔ تاریخ تو مجھے یاد نہیں لیکن ۷اکا خیال آتا ہے کہ غالباً ۱۷دسمبر کو ہوئی اور ایک لمبا عرصہ ہمارا اس طرح اکٹھے گزرا کہ باوجود بعض اختلافات کے انہوں نے بڑے صبر کے ساتھ مجھ سے گذارا کیا۔ ذہنی اور معاشرتی اختلافات جو روز مرہ کے رہن سہن کے معیار ہیں ان کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے والدین نے ہمیں بچپن میں بہت ہی سادہ حالت میں رکھا اور نہایت غریبانہ حالت میں زندگی بسر ہوئی۔ باوجود اس کے کہ وہ ساری ضرورتیں بھی پوری ہوتی رہیں جو امیروں کے بچوں کو ان معنوں میں نصیب ہوتی ہیں کہ پہاڑوں پر جانا اور شکار وغیرہ دوسرے شوق پورے کرنا تاکہ کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں لیکن حضرت مصلح موعود نے بالارادہ ہمیں Tough بنانے کی کوشش کی اور سادہ زندگی کی جو تعلیم دوسروں کو دیتے تھے اپنے گھر میں بھی یہی تعلیم عملاً جاری تھی۔ ان کے ہاں معیار زندگی ہمارے ہاں کے معیار سے بہت اونچا تھا۔ جب ہمارے گھر آئیں تو ایک واقف زندگی کے ساتھ بیاہی گئیں۔ جس کا روز مرہ کا گزارا بھی بہت ہی معمولی تھا تو بہت تکلیف میں وقت کاٹا۔ لیکن بڑے ہی صبر کے ساتھ۔ کبھی مطالبے نہیں کئے۔ ساری زندگی میں مجھ پر یہ بوجھ نہیں ڈالا کہ وہ لاؤ جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ مزاج کے اختلاف کی وجہ سے اور دینی پس منظر کے اختلاف کی وجہ سے رفتہ رفتہ بہت ہی توجہ اور پیار کے ساتھ اور سمجھا بجھا کر ان کی تربیت کرنی پڑی۔ شروع میں ان کو جماعت کی خواتین اور جماعت کی تنظیموں سے کوئی ذاتی تعلق نہیں تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اس تعلق کو قائم کیا لیکن اس سے پہلے میں آپ کو شادی کے استخارہ سے متعلق ایک بات بتادوں۔

قادیان میں ۴۶-۱۹۴۵ء کی بات ہے کہ جب میں نے ان کے ساتھ شادی کا پیغام دینے کا فیصلہ کیا۔ حضرت مصلح موعود کی عادت تھی کہ بیٹوں سے بھی پوچھا کرتے تھے اور بیٹیوں سے بھی پوچھا کرتے تھے۔ اپنی مرضی نہیں ٹھونستے تھے۔ لیکن اگر کوئی غلط فیصلہ ہو تو اسے سمجھا دیا کرتے تھے کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح ایک بہت ہی اعلیٰ پاکیزہ افہام و تفہیم کے ماحول میں سب کے رشتے طے ہوئے تو میں نے جب ان سے شادی کا فیصلہ کرنا تھا تو اس سے پہلے استخارہ کیا اور رؤیا کی حالت میں یعنی جاگتے ہوئے نہیں بلکہ رؤیا کی حالت میں الہام ہوا اور اس کے الفاظ یہ تھے کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا" اس وقت مجھے بڑا تعجب ہوا کہ میرے کون سے کام ہیں؟ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ آئندہ خدا تعالیٰ مجھ سے کیا کام لے گا لیکن اس میں یہ عجیب پیغام تھا کہ عملاً کاموں میں ان کو شرکت کی اتنی توفیق نہیں ملے گی۔ لیکن میرے تعلق کی وجہ سے خدا ان کو میرے کاموں میں شریک فرمادے گا۔ اور ان کو بھی اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ اس ثواب میں یہ ہمیشہ بڑے صبر اور رضا کے ساتھ حصہ لیتی رہیں اور ان کیلئے مجھ سے جس حد تک تعاون ممکن تھا ہمیشہ کیا لیکن خاص طور پر قادیان کے اس سفر کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہے۔

جانے سے دو تین ہفتے پہلے اچانک انکی حالت بگڑی ہے اور دراصل وہی وقت تھا جب پتے کا کینسر شروع ہو چکا تھا اور ہمیں تفصیل کا علم نہیں تھا۔ ڈاکٹروں کا بھی اس طرف ذہن نہیں گیا۔ پتھری سمجھتے رہے اور بعض ڈاکٹروں نے مشورہ دیا

کہ پہلے یہاں آپریشن کروایا جائے پھر قادیان کا سفر اختیار کیا جائے ورنہ خطرناک ہے۔ میرے لئے یہ اس لئے ممکن نہیں تھا کہ اگر میں ان کو چھوڑتا تو ان کے مزاج کا مجھے علم تھا۔ یہ میری موجودگی کے بغیر دوسرے خیال کرنے والے ہاتھوں میں تسلی نہیں پا سکتی تھیں۔ پھر بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایلوپیتھی دوائیاں کام نہیں کرتیں تو مجھے ہومیو پیتھی دینی پڑتی تھیں۔ اور خاص طور پر درد کے دوروں میں وہ بہت زیادہ مددگار ثابت ہوئیں تو میں نے ان کے سامنے یہ معاملہ رکھا کہ میں ٹھہر سکتا ہوں لیکن پھر قادیان کا پروگرام کینسل کرنا پڑے گا اور ساری دنیا سے احمدی آرہے ہیں خصوصاً پاکستانی بڑی محبت اور شوق سے آرہے ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے سے احمدی آرہے ہیں لیکن آپ کا فیصلہ ہے آپ بتائیں کہ آپ ٹھہریں گی یا جانا چاہیں گی۔ انہوں نے کہا : میں جاؤں گی۔ چنانچہ یہ جو قربانی تھی اس نے قادیان کا تاریخی جلسہ ممکن بنا دیا۔ پس ان معنوں میں ہمارے ان سب کاموں میں شریک ہو گئیں جو نیکی کے کام ہمیں قادیان میں کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ احسان مجھ پر بہت بھاری ہے۔

قادیان کے دنوں میں جب بیماری شدت اختیار کرتی تھی اور درد سے تڑپتی تھیں تو مجھے کہا کرتی تھیں کہ کوئی دوائی دو۔ اور میں بعض دوائیاں دیتا تھا۔ ایلوپیتھی دوائیاں بھی ساتھ جاری تھیں مگر ان سے پورا آرام نہیں آتا تھا کیونکہ وہ کینسر کے نقطہ نگاہ سے نہیں دی جارہی تھیں تو اللہ کے فضل سے بعض دفعہ تو چند منٹ کے اندر اندر سکون سے سو جایا کرتی تھیں۔

لیکن یہ بات دل میں جاگزیں ہو گئی تھی کہ میری بیماری بہت گہری ہے اور ڈاکٹروں کو پتہ نہیں لگ رہا۔ مجھے کہتی تھیں۔ کینسر تو نہیں ہے تو میں نے پھر جب ایک دفعہ دعا کی تو ایک عجیب رؤیا دیکھی جس کی وجہ سے مجھے تسلی ہوئی لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ اللہ کی خاص شان تھی۔ ایک خاص رنگ میں اس نے تسلی کا اظہار فرمایا لیکن اس کے باوجود تقدیر بدلنے کا کوئی سوال نہیں تھا۔ تقدیر اپنی جگہ قائم رہی۔ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ ان کی والدہ آپا امۃ السلام ایک گھر میں کھڑی ہیں اور گھر کا نقشہ اس طرح ہے۔ جس طرح یہ (-) لمبائی میں ہے اور یہاں تقریباً ۳/۴ چوتھائی جگہ کے سامنے وہ یوں اس طرف منہ کر کے جدھر سے میں آرہا ہوں کھڑی ہیں اور بائیں ہاتھ ایک نالی سے پار ایک کچن یعنی باورچی خانہ ہے جس میں کوئی کھڑا ہے اور کھانے پکے ہوئے ہیں اور آپا میرا انتظار کرتی ہیں۔ پھر مجھے دیکھ کو خوشی سے کہتی ہیں کہ وہ آگیا ہے اور گھر کی حالت وہ یہ مجھے بتاتی ہے کہ ساری نالیاں بند ہیں اور کھانا ساتھ تیار ہے لیکن اس طرف نہیں آسکتا اور کوئی نہیں کھا رہا اور کچن میں بالکل ٹھیک اسی طرح کھانا موجود ہے۔ ساتھ یہ کہا کہ ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح نالیاں بند ہوئی تھیں۔ جب یہ آیا تو اس نے کوئی چیز چلائی اور آسمان کی طرف اڑ کر پھر کوئی چیز گری اور نالیاں کھل گئیں۔ اب پھر ایسا ہی ہو گا کہ نالیاں کھل جائیں گی تو اس پر صبح اٹھ کر مجھے یہ تعبیر سمجھ آئی کہ پہلے جب دل کی بیماری کا حملہ ہوا ہے تو اس وقت بھی معدہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا تھا اور الٹ دیتا تھا اور ہمیں وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ ڈاکٹروں نے ہر قسم کی

دوائیں دیں لیکن کارگر ثابت نہیں ہوتی تھیں۔ جب ہسپتال میں داخل کرائی گئیں تو پتہ لگا کہ دل کی نالیاں بند ہیں اور نالیاں بند ہونے کی وجہ سے یہ ساری تکلیف تھی۔ چنانچہ ڈاکٹروں نے وہ نالیاں کھولیں اور بعد میں انجیو پلاسٹی (Angio Plasty) بھی ہوئی لیکن اس وقت تو وقتی طور پر سنبھال لیا لیکن جب امریکہ لے کر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نالیاں کھولنی پڑیں گی اور اس وقت تو مجھے یہ ذہن میں نہیں تھا لیکن جب یہ خواب آئی تو مجھے پہلی دفعہ سے مراد یہی نظر آئی کہ پہلے بھی نالیاں بند تھیں قادیان میں بھی اور دلی میں بھی کوئی چیز بھی معدہ میں نہیں ٹھہرتی تھی اور الٹی آتی تھی اور بہت تکلیف کی حالت تھی۔ جو بھی کھاتی تھیں وہ الٹ جاتا تھا اس لئے بڑی تیزی سے کمزور ہو رہی تھیں اور اس وقت خواب کے باوجود یہ اندازہ نہیں تھا کہ نالیاں بند ہونے سے کیا مراد ہے لیکن جب یہاں آکر ڈاکٹر نے اپریشن کیا اور پتہ کی پتھری تشخیص کرتے ہوئے پتھری نکالنے کے لئے اپریشن کیا تو اس نے بغیر اپریشن کے پیٹ بند کر دیا اور مجھے یہ اطلاع بھیجی کہ ان کے معدے کی انتڑیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی نالیاں بند ہیں اور اس وجہ سے کھانا الٹتا ہے' اندر جا ہی نہیں رہا۔ میں نے اس کے متبادل کے طور پر انتڑی کو کاٹ کر معدہ سے براہ راست منہ جوڑ دیا ہے اور نالی کھل گئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد خدا کے فضل سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر جب کیمو تھراپی کا وقت آیا تو ڈاکٹروں نے دیکھا کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بہت ہی زیادہ لمبی بیماری اور تکلیفوں سے متاثر ہو چکی ہیں۔ جگر کا بڑا حصہ کینسر سے کھایا گیا تھا۔ گردے جواب دے رہے تھے اور خطرہ تھا کہ اگر گردے کی نالیاں بند ہو گئیں تو کسی قسم کی کیمو تھراپی (Chemotherapy) نہیں کی جا سکتی۔ ہمیں جب انہوں نے بتایا تو میں نے اپنی دوائی بھی شروع کی اور خاص طور پر دعا پر بہت زور دیا تو جب نتیجہ نکلا تو ڈاکٹر Evans کے الفاظ یہ تھے کہ Ducts are open نالیاں کھلی ہیں اور بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ یہ نالیاں کس طرح کھل گئیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ بند ہو چکی ہوں گی۔ جب میں نے یہ رؤیا گھر میں بچیوں کو بتائی تو انہوں نے کہا : اس کا کیا مطلب ہے کہ شفاء ہو جائے گی؟ میں نے کہا : اللہ بہتر جانتا ہے۔ مجھے نالیاں کھلنے تک کا پیغام ہے اور یہ بات تو ہو چکی ہے تو عزیزہ فائزہ نے اپنے طور پر یہی تعبیر کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فکر کی بات ابھی ہے۔ کیونکہ اتنا حصہ تو پورا ہو گیا ہے۔ اللہ نے بعد میں کوئی خبر دی ہے کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے تو اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ملی۔ اس وقت عزیزہ فائزہ نے ایک رؤیا بیان کی جو بالکل واضح تھی اور اس وقت سے پھر باوجود اس کے کہ دعا میں کوئی کمی نہیں کی اور خدا کے فضل سے توکل قائم رہا ہے لیکن پیغام نظر آگیا تھا کہ کیا ہے۔ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ عزیزہ نعیمہ کھوکھر جو یہاں لجنہ کی بڑی اچھی کارکن اور بی بی سے خصوصیت سے بہت تعلق رکھنے والی ہیں اور ہمیشہ ہر رنگ میں بہت خدمت کرتی رہی ہیں وہ آئی ہیں اور بی بی فائزہ کو کہتی ہیں کہ آپ نے جلسہ میں نظم پڑھنی ہے اور اس کے لئے میں آپ کو تیاری کرواؤں گی تو فائزہ کہتی ہیں کہ مجھے درعدن دو میں اس میں سے نظم پڑھوں گی۔ وہ کہتی ہیں نہیں' درعدن سے نہیں پڑھنی۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی ایک نظم ہے وہ چنی ہوئی ہے۔ ایک عورت آپ کو پڑھ کر سنائے گی اور وہی

پڑھتی ہے دوسری کوئی نہیں پڑھتی حالانکہ ان کی عادت تحکم کی بالکل نہیں۔ فائزہ حیران ہوتی ہے لیکن جب وہ عورت نظم پڑھتی ہے تو وہ ہے ۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضاء کے سامنے

کہتی ہیں اتنی سریلی اور اتنی پر اثر آواز ہے کہ وہ دل میں ڈوب گئی اور سارے وجود پر ایک عجیب قسم کی سکینت طاری ہو گئی باوجود اس کے کہ بظاہر ڈراؤنی خواب تھی یعنی پیغام موت کا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے سکینت طاری فرمادی تو جب انہوں نے مجھے رؤیا سنائی تو ساری بات بالکل واضح نظر آ رہی تھی۔

بہت سے احمدی دوست ایسی رؤیا بھیجتے رہے ہیں جن میں بظاہر خوش خبری تھی لیکن جن کو رؤیا کی پہچان ہو انکو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ رؤیا میں جو پیغامات ملا کرتے ہیں وہ تصویری زبان میں ملتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا ایک خاص انداز ہے جو عام نظاروں سے خدا کی بھیجی ہوئی رؤیا کو مختلف کر دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر یہ جو رؤیا آتی ہیں کہ ہم نے دیکھا : بی بی بہت بیمار ہیں۔ بہت خطرناک حالت ہے اور پھر ایک دم اچھی ہو جاتی ہیں' یہ اگر کوئی پیغام رکھتی ہیں تو خطرناک پیغام ہے کیونکہ اکثر میرا تجربہ ہے کہ جب کسی بہت خطرناک مریض کے متعلق یہ دیکھا جائے کہ ایک دم اچھا ہو گیا تو اس سے مراد صحت نہیں بلکہ وصال ہوا کرتا ہے تو ایسی رؤیا کثرت سے آتی رہیں اور بعض رؤیا ایسی تھیں جن کی رؤیا دیکھنے والوں نے اور تعبیر کی لیکن تعبیر بالکل مختلف تھی۔ مثلاً ایک بچی نے مجھے رؤیا بھیجی یا کسی نے اپنی بیٹی کی رؤیا بھیجی کہ اس نے دیکھا کہ ایک جگہ لجنہ کا اجتماع ہے۔ وہاں ایک غیر احمدی عورت اٹھ کر یہ اعلان کرتی ہے کہ اشتہار میں اعلان آیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کی بیوی فوت ہو رہی ہیں۔ میں اپنی امی سے کہتی ہوں کہ اس نے اس کے نیچے لکھا ہوا یہ نہیں سنایا کہ : **الیس اللہ بکاف عبدہ** کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ اس رؤیا کی بھی عزیزہ فائزہ نے تعبیر سمجھ لی اور یہ سن کر مجھ سے اشارۃً بات کی کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ کی سلامتی ہمیشہ آپ پر نازل ہو) کے والد کے وصال کی جب خبر تھی تو آپ کے متعلق **الیس اللہ بکاف عبدہ** تھا۔ جانے والے کے متعلق نہیں تھا۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ ان کو پیغام مل گیا ہے تو بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رؤیا یونہی بیکار ہے یا ہم نے تو یہ تعبیر کی تھی اور وہ نکلی لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ رؤیا کا علم ایک بڑا گہرا علم ہے اور بہت ہی سائنٹیفک علم ہے اس میں گہرے اندرونی روابط پائے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کلام کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں ۔

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیوں کر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

اور حقیقت یہ ہے کہ الٰہی پیغامات ایک خاص رنگ رکھتے ہیں اور ان کی اپنی ایک پہچان ہے مگر علاوہ ازیں بعض دفعہ پیغام الٰہی ہوتا ہے لیکن تعبیر سمجھ نہیں آرہی ہوتی اس میں حکمتیں بھی ہوتی ہیں۔ مجھے اپنی اس رؤیا کی جس میں نالیاں کھلنے تک کی بشارت ہے آگے نہیں تھی، حکمت یہ سمجھ آئی کہ بی بی مجھ سے روزانہ پوچھتی تھیں کہ آپ نے کوئی رؤیا دیکھی اور ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں آپ کی دعا سے اچھی ہوں گی۔ اس پر میں بالکل بے بس تھا۔ جب خدا کی طرف سے کوئی واضح بشارت ہی نہیں تھی تو میں کیا کہتا۔ اس سے ان کا دل اس بات سے ڈوبتا تھا کہ مجھے کوئی بشارت نہیں ہوئی۔ چنانچہ پھر اس کا علاج مجھے یہ سوجھا کہ یہی رؤیا بار بار بتایا کرتا تھا کہ آپ نے دیکھا نہیں قادیان میں خدا نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نالیاں کھل گئیں۔ اب دیکھیں نالیاں ہی کھل رہی ہیں۔ دونوں ڈاکٹروں نے یہی بات کی پہلے ڈاکٹر نے بھی دل کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور دوسرے ڈاکٹر نے بھی انتڑیوں وغیرہ کی نالیاں کھلنے کی بات کی، گردوں کی نالیاں کھلنے کی بات کی اور معدہ ایک قسم کا باورچی خانہ ساتھ لگا ہوا تھا۔ وہاں بہترین کھانا ہوتا تھا لیکن نالیاں بند ہونے کی وجہ سے دوسری طرف پہنچ نہیں سکتا تھا تو میں نے کہا کہ جب یہ ساری باتیں پوری ہو گئی ہیں تو پھر پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ اس رنگ میں میں ان کو ٹالتا رہا لیکن تقریباً ۱۰، ۱۲، ۱۵ دن کی بات ہے میں نے قرآن کریم کھولنے سے پہلے اس خواہش کا شدید اظہار کیا کہ اے خدا! مجھے کچھ تو بتا اور جس آیت پر میری نظر پڑے وہی میرا پیغام ہو تو جس آیت پر نظر پڑی وہ یہ تھی **ادخلوھا بسلام امنین** اس جنت میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اس سے پہلے ہے **ان المتقین فی جنت و عیون** کہ متقی جنات اور چشموں میں ہوں گے۔ **ادخلوھا بسلام امنین** اس میں تم سلام اور امن کے ساتھ داخل ہو تو وہ پیغام بالکل واضح تھا۔ اس سے پھر میرے دل میں ایک بات گڑ گئی اور یہ اس کی بناء پر نہیں بلکہ ویسے ہی مجھے یقین تھا کہ آپ جمعہ کے دن فوت ہوں گی۔ چنانچہ پچھلے جمعہ بہت سخت Crisis آیا ہے۔ چند دن پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک تھیں اور جمعہ کو بڑی تیزی سے حالت بگڑی اور اب پھر جمعرات کو تیزی سے حالت بگڑنی شروع ہوئی ہے تو جب تک جمعہ نہیں آیا اس وقت تک آپ کی حالت سنبھل چکی تھی اور بڑے سکون کے ساتھ بات کرتی تھیں لیکن اس سکون کی بھی ایک وجہ تھی۔ وہ صرف بیماری سے تعلق رکھنے والی بات نہیں تھی بلکہ ایمانیات سے تعلق رکھنے والی بات تھی۔

کچھ عرصہ پہلے Hospital کے ڈاکٹروں نے مجھے یہ پیغام بھیجا کہ آپ نے جو ہمیں کہا تھا کہ Growth کہا کریں تو آپ کے کہنے کی وجہ سے ہم اب تک کینسر کا نام نہیں لے رہے۔ (میں نے کہا تھا کہ Growth کہا کریں Growth بھی تو کینسر کی ایک قسم ہے اور جھوٹ بھی کوئی نہیں ہے لیکن لفظ کینسر نہ بولیں۔ اس سے ان کا دل بیٹھے گا اور پہلے ہی نصف دل کام کر رہا ہے بیماری بھی اتنی شدید ہے۔ تعاون انہوں نے بڑا اچھا کیا۔ عام طور پر اس قسم کی باتوں میں تعاون نہیں کیا کرتے لیکن بہت ہی تعاون کیا) لیکن آخر مس ہارپر جو ڈاکٹر ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ اب مزید مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ اب میں کل لازماً بتاؤں گی۔ اس پر میں نے کہا کہ وہ جو بتائیں تو پھر میں بتاؤں گا اور ان کو میں نے

کہا کہ آئندہ اگر آپ سے پوچھیں تو آپ بیشک بتائیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ آئندہ آپ سے کبھی نہیں پوچھیں گی۔ چنانچہ میں نے ان کو آرام سے آہستہ سے سمجھایا۔ میں نے کہا آپ جو غیروں سے پوچھتی ہیں کہ آپ کو کینسر ہے کہ نہیں' آپ یہ بتائیں کہ کینسر کوئی ایسی بیماری ہے جسے خدا ٹھیک نہیں کر سکتا اور اگر وہ مارنا چاہے تو وہ کینسر ہی کا محتاج ہے۔ نزلے والے بھی مرجاتے ہیں شہد کی مکھی کاٹے تو اس سے مرجاتے ہیں۔ چھینک آنے سے مرجاتے ہیں۔ مرنے والے بغیر بہانے کے بھی مرجاتے ہیں تو اللہ کے بلانے کے ہزار' لاکھ' کروڑ رستے ہیں اور کینسر کوئی نعوذ باللہ خدا تو نہیں ہے۔ اگر آپ کو پورا ایمان ہے اور آپ یقین رکھتی ہیں کہ خدا ہے اور خدا تعالیٰ میں قدرت ہے تو پھر دعا کریں لیکن کینسر کے اوپر اتنا زیادہ زور نہ دیں کہ گویا یہ بلا ایسی ہے جس کا کوئی علاج ہی نہیں۔ پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں آپ کو لاحق بے چینی کی ایک وجہ ہے۔ آپ دعا کرتی ہیں تو دعا کے ساتھ دعا کے قبول نہ ہونے کا تصور ہی نہیں ہے آپ سمجھتی ہیں کہ دعا ضرور اسی رنگ میں قبول ہو جس طرح آپ کر رہی ہیں یا جس طرح لوگ آپ کے لئے کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ دعا کے انداز نہیں ہیں۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ دعا اس طرح کرنی چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کریں۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ ہم ہر طرح راضی ہیں۔ تیری رضا کے مطابق ہمارا دل سو فیصدی راضی ہے گا۔ مطمئن ہے۔ کوئی شکوہ نہیں۔ اب ہماری التجا ہے کہ ایسا کر دے لیکن وعدہ ہے کہ ایسا نہیں کرے گا تو پھر بھی ہم تیرے ہی ہیں کوئی اور رستہ نہیں ہے۔ پھر میں نے ان کو سمجھایا کہ دیکھیں میں بھی تو جاؤں گا۔ ہم میں سے ہر ایک نے جانا ہے۔ یہ تو ایسی چیز ہے جو اٹل ہے۔ بچوں کے نام لئے' گھر جو مہمان ٹھہرے ہوئے تھے ان کے بارہ میں کہا کہ ان میں سے ہر ایک پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ آخری جان کنی کی حالت میں بستر پر ہو گا۔ میں بھی ہونگا۔ میرے بچے بھی ہوں گے ان کی اولادیں بھی ہوں گی۔ پہلے کوئی اس چیز سے بچ گئے تھے جو آپ کو یہ خیال ہے کہ شاید یہ بات ٹل جائے۔ ایک دفعہ یہ کہا کہ مولوی ہنسیں گے۔ میں نے کہا کہ جن کی قسمت میں بدبختی ہو ان کا میں کیا علاج کر سکتا ہوں۔ تقدیر الٰہی پر اگر کوئی ہنستا ہے تو اس کی بدبختی ہے لیکن میں یہ دعا نہیں کروں گا کہ مولوی ہنستے ہیں اس لئے خدا یوں کرے۔ میں نے جو آپ کو دعا کا طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے اور مجھے تو یہی پسند ہے۔ یہ سنتے سنتے رقت پیدا ہو گئی۔ آہستہ (کے اشارہ) سے کہا کہ بس کریں۔ بس۔ بس۔ بہت ہو گئی۔ اور یہ کہا : میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ میں خدا سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھ سے گناہ ہوا۔ غلطی ہو گئی۔ اے خدا! مجھے معاف کر دے۔ آئندہ کبھی میں ایسی حرکت نہیں کروں گی۔ کبھی کسی کو ایسے نہیں پوچھوں گی اور اس عہد پر آخری دم تک قائم رہیں۔ یہاں تک کہ مس ہارپر نے کل حیرت سے کسی کو کہا کہ عجیب بات ہے کہ جب تک انہوں نے (میرا کہا کہ انہوں نے) ان سے کوئی بات نہیں کی (اور مجھے نہیں پتہ کیا بات کی ہے) سخت بے چین تھیں اور بار بار مجھ سے پوچھتی تھیں کہ بتائیں کیا بیماری ہے۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی کہ نہیں۔ لیکن اس کے بعد ایسا اطمینان ہے کہ بے چینی کا کوئی اظہار نہیں اور بیقراری کا بالکل اظہار نہیں' نہ

مجھ سے پوچھا نہ بات کی' مجھے ضرورت ہی نہیں پڑی تو اللہ کے فضل سے وہ بات کو سمجھ کر آخری دم تک وفا کے ساتھ اس عہد پر قائم رہیں اور غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ آخر پر یہ حالت تھی کہ بجائے اس کے کہ ہم ان کو تسلی دیتے وہ ہمیں تسلی دیتی تھیں۔ مجھے کہا کہ آپ بس کریں۔ اتنا نہ غم فکر کریں۔ اتنا غم نہ لگائیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ بی بی میں مجبور ہوں۔ مجھے تو دور کے غم بھی تکلیف دیتے ہیں۔ کوئی کسی کونے میں بیمار ہو میں بے چین ہو جاتا ہوں۔

پاکستان میں احمدیوں کی تکلیف نے میری جان نکالے رکھی ہے۔ کبھی اتنا عذاب میں مبتلا نہیں ہوا جتنا پاکستان سے خبریں آنے پر اور احمدیوں کی تکلیف پر عذاب میں مبتلا ہوتا رہا ہوں۔ تم تو میرے قریب ہو۔ تمہارا دکھ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے پاس ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں محسوس نہ کروں۔ ہاں اللہ صبر کی توفیق دیتا ہے۔ میرا حال مجھ تک ہی ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ غیروں پر نہ کھلے لیکن یہ کہو کہ تکلیف نہ ہو۔ میں نے کہا یہ میرے بس کی بات نہیں ہے تو پھر اشارے سے کہا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں لیکن بعض دفعہ مجھے یہی کہا کرتیں کہ اب گھبرانا نہیں۔ باوجود اس کے کہ کینسر کی اس بیماری میں شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہو کر لوگ مرتے ہیں لیکن کل یہ اللہ کا عجیب احسان تھا کہ آخری وقت میں بڑی ہی پر سکون تھیں۔ میں نے کہا : میں بچیوں کو بلاتا ہوں' بلایا بھی لیکن کہتی تھیں کہ نہیں بلانا' ان کو گھبراہٹ ہوگی۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں نہیں مانوں گا۔ ان کا حق ہے۔ میں مجبور ہوں' ان کو ضرور بلانا ہے۔ نظر آرہا تھا کہ اب جا رہی ہیں۔ تو بچیاں آئیں۔ ان سب کو یہی کہا کہ گھبرانا نہیں۔ میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ آپ نہ گھبرائیں۔ پھر مجھے کہا کہ جائیں۔ آپ روزہ پر جائیں۔ نماز پر جانا ہے۔ میں نے کہا۔ میں آجاتا ہوں۔ لیکن کہا کہ نہیں آپ نے واپس نہیں آنا۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ وہ تو میں نے آنا ہی آنا ہے۔ چنانچہ رات بارہ بجے کے قریب جو آخری اطلاع ملی ہے وہ مبشر کی طرف سے یہی تھی (ڈاکٹر مبشر نے بڑی خدمت کی ہے) کہ اطلاع آئی ہے کہ حالت سخت تشویش ناک ہے۔ چنانچہ اسی وقت میں بچوں کو لے کر گیا تو رستہ میں عزیزم ڈاکٹر مبشر احمد کا **ٹرانسمیشن** کے ذریعہ یہ پیغام ملا کہ میں نیچے لفٹ کے سامنے انتظار کر رہا ہوں۔ میرے ساتھ جو دو بیٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں میں نے انہیں کہا کہ اب تمہیں بات کی سمجھ آگئی ہے اگر حالت تشویش ناک ہوتی تو مبشر بی بی کے بستر کا پہلو چھوڑ کر نہ آتا۔ نیچے جو آگیا ہے۔ اس لئے تم اب تیار ہو جاؤ اور مجھ سے وعدہ کرو کہ صبر کا نمونہ دکھاؤ گی اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرو گی جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ میں نے کہا۔ ہم نے دنیا کو صبر سکھانے ہیں۔ ہم اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح بے چین ہو جائیں اور واویلا شروع کریں تو ٹھیک نہیں ہے اور عجیب بات ہے کہ ان کی والدہ نے بھی کسی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب تم واویلا نہ کرنا اور صبر سے کام لینا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے بچیوں نے عظیم الشان نمونہ دکھایا ہے اور پوری وفا کے ساتھ اپنے عہدوں پر قائم رہیں اور قائم ہیں اور اللہ آئندہ بھی انشاء اللہ ان کو قائم رکھے گا۔

یہ ان کی بیماری کے مختصر حالات تھے۔ ایک خاص بات جو میرے دل کو بہت ہی بھائی وہ یہ تھی کہ ایک دفعہ میں نے کہا

کہ بی بی میں آپ کے لئے بہت دعا کر رہا ہوں۔ آپ کو تصور نہیں ہے کہ کس طرح کر رہا ہوں تو کہتی ہیں صرف میرے لئے نہ کریں۔ ساری دنیا کے بیماروں کے لئے کریں۔ اور بھی تو بیمار ہیں۔ وہ بھی تو دکھوں میں مبتلا ہیں۔ میں نے کہا۔ میں پہلے ہی ان کے لئے دعا کر رہا ہوں اور کبھی ہوا ہی نہیں کہ تمہارے لئے کروں اور توجہ پھیل کر ساری دنیا میں بیماروں تک نہ پہنچے۔ جس جس ملک میں مختلف Continents میں لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں۔ تمہارے دکھ کا فیض دعاؤں کی صورت میں سب کو پہنچ رہا ہے اس پر چہرے پر بڑا ہی اطمینان آیا اور کہا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے اس طرح دعا کیا کریں۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابتداء میں آپ کا لجنہ وغیرہ سے کوئی ایسا تعلق نہیں تھا کیونکہ تربیت اور رنگ کی تھی لیکن میرے کاموں میں بہت ہی بوجھ اٹھایا ہے کیونکہ میرے تعلقات بہت زیادہ وسیع تھے اور ہر وقت مہمانوں کا آنا جانا' گھروں میں میٹنگز ہونی۔ میرا بے وقت گھر سے باہر نکل جانا' صبح ایک سفر پر روانہ ہوا کہ رات کو آجاؤں گا لیکن وہاں سے آگے بنگال چلا گیا۔ کئی دفعہ دو دو ہفتے بعد' تین تین ہفتے بعد لوٹا لیکن کبھی بھی عدم تعاون کا اظہار نہیں کیا۔ یہ شکوہ نہیں کیا کہ آپ مجھ سے یہ کیا کرتے ہیں۔ مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور بتاتے بھی کچھ نہیں۔ میں سلسلہ کے کام کیا کرتا تھا تو بہت سی ایسی باتیں تھی جن کا گھر میں اشارۃً بھی ذکر نہیں کرتا تھا۔ اس پر یہ شکوہ کبھی کیا کرتی تھیں کہ باقیوں کو پتہ ہے آپ مجھ سے ہی صرف راز رکھتے ہیں۔ مجھ سے فلاں نے پوچھا کہ آپ نے فلاں کام کیا فلاں جگہ گئے۔ مجھے نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ میں تو جماعتی کاموں کو اور گھر کے معاملات کو الگ الگ رکھتا ہوں اور میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر جو جماعتی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں ان کا گھر والوں سے ذکر کروں۔ اس طرح پھر گھروں کے دخل شروع ہو جاتے ہیں اور پھر تبصرے اور بہت سی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس طرح میرے کاموں پر غلط اثر پڑنے کا خطرہ ہے تو اس بات کو پھر ہمیشہ قبول کئے رکھا اور وفات کے دن تک کبھی بھی جماعتی کاموں میں دخل اندازی کی نہ کوشش کی نہ مجھ سے جستجو کی نہ مشورے دئے۔ اگر مشورے دیئے ہیں تو معمولی مثلاً ۴۱ء (انگلستان میں بیت الفضل کے قریب جماعت کا گیسٹ ہاؤس مراد ہے) کو ٹھیک کرنا ہے۔ مہمان آتے ہیں اور وہ بہت گندی حالت میں ہے وہاں جا کر کام بھی کیا لیکن رفتہ رفتہ جماعت کی خواتین سے تعلق بہت بڑھ گیا اور خاص طور پر ہجرت کے بعد بہت وسیع تعلق ہوا ہے۔ آسٹریلیا میں' فجی میں' سنگاپور میں' پھر یورپ کے Continent کے سب ممالک میں' کنیڈا میں' امریکہ میں جہاں جہاں گئیں بہت ہی انکساری کے ساتھ خواتین سے ملتی تھیں اور یہ ایک ایسی خوبی تھی جو فطرۃً ودیعت ہوئی تھی۔ اس میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ کبھی بھی اپنے آپ کو کسی معنوں میں بھی بڑا نہیں سمجھا اور ہر ایک سے برابر محبت سے پیار سے ملتی تھیں۔ خاص طور پر انگلستان کی خواتین سے تو بہت ہی تعلق تھا اور کہا کرتی تھیں کہ ان کے بہت ہی احسانات ہیں۔ بہت خدمت کی ہے۔ لیکن یہ تکلیف تھی کہ میں ان سے بیماری کی حالت میں نہیں مل سکتی۔ کیا کروں؟ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کہ اس حالت میں لوگ آکر مجھے دیکھیں۔ اس لئے میں اچھی ہوں گی تو پھر ملوں گی۔ پیغام دے دو کہ میرے دل میں قدر ہے۔ میں احسان فراموش نہیں

ہوں۔ میں جو روکتی ہوں تو وہ میری مجبوری ہے۔ چنانچہ میں نے جس حد تک بھی مجھ سے ہو سکا لجنہ والیوں کو پیغام بھیجے کہ بی بی کے متعلق وہ غلط تصور نہ کریں نعوذ باللہ من ذلک ایسا آپ سے عدم تعلق کی وجہ سے نہیں بلکہ تعلق کی وجہ سے ہے اور بہت چند تھے جن کے ساتھ اتنی بے تکلفی تھی یا بیماری کے دوران ہو گئی کہ جن کو آپ اپنے ساتھ برداشت کر لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ انہیں کے سپرد خدمت کر دو۔ ان میں ایک کیپٹن بشریٰ نرس' غالباً سردار رفیق صاحب کی بیگم ہیں۔ انہوں نے بہت خدمت کی ہے۔ ایک لیقہ احمد کرائیڈن کی ہیں۔ انہوں نے دن رات خدمت کی۔ ان دونوں کی خدمت کو بہت سراہتی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسی خواتین تھیں جن کو خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ امتہ القدوس ایاز جو ڈاکٹری کے چوتھے سال میں پڑھ رہی ہیں اور افتخار ایاز صاحب کی بیٹی ہیں ان سے بہت خوش تھیں۔ ایک تو وہ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ان کے مرض کو سمجھتی تھیں دوسرے ان کا مزاج اتنا دھیما' میٹھا' محبت کرنے والا ہے کہ بہت ہی پیار کے ساتھ ان کو سمجھاتی تھیں چنانچہ ان سے بہت خوش رہتی تھیں اور کئی دفعہ قدوس مجھے بتاتی تھیں کہ آپ پہلے آتے تو حیران ہو جاتے کہ کتنے اچھے موڈ میں مجھ سے باتیں کرتی رہیں اور اپنی پرانی باتیں بتاتی رہیں جو سفر آپ کے ساتھ کئے' یہ وہ سب قصے سناتی رہیں ان تین خواتین کو تو بہت ہی غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ صبیحہ لون صاحبہ ہیں۔ نعیمہ کھوکھر ہیں اور باقی سب کو جہاں جہاں کچھ موقع ملا' خدمت تو انہوں نے کی لیکن مجبوری کی وجہ سے ان کو زیادہ موقعہ دیا نہیں جا سکا۔

باہر سے جو آئے ہیں' ان کو پہلے تو میں بہت روکتا رہا کیونکہ میری طبیعت پر بوجھ پڑتا تھا کہ لوگ آ جائیں اور خاص طور پر اس لئے کہ ان کو اپنی ذہانت کی وجہ سے فوراً پتہ لگ جاتا کہ کوئی بات ہو گئی ہے جو لوگ آ رہے ہیں مگر بہرحال بہنوں بھائیوں کا حق ہے میں اس کو روک نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ بہت مشکل سے ذہنی طور پر تیار کیا اور کہا کہ میں نے روک تو دیا ہے کہ کیا ضرورت ہے آنے کی؟ وہ بہت اصرار کر رہے ہیں کہ ہمارا دل ملنے کو چاہتا ہے۔ آپ کیوں روکتے ہیں؟ تو کیا پھر میں اجازت دے دوں؟ شروع میں تو کہتی تھیں کہ اجازت نہ دو لیکن میرے بار بار مختلف طریق سے کہنے پر آخر آمادہ ہو گئیں تو عزیزہ شاہدہ نسیم' ان کے بھائی نسیم کی بیوی اور نسیم دونوں آ گئے۔ صبیحہ آ گئیں۔ جو ان کی بڑی بہن ہیں۔ فوزیہ بھی چند دن ہوئے پہنچ گئیں۔ میری بہنوں نے بہت زور دیا مگر میں نے کہا کہ نہیں' مناسب نہیں ہے۔ آپ لوگ ٹھہریں۔ اپنی بہنوں کی تو اور بات ہے میری بہنیں بھی پہنچنی شروع ہو گئیں تو ان کو خطرہ ہو گا کہ معاملہ بہت زیادہ سنگین ہو گیا ہے لیکن امتہ الجمیل اور باجی امتہ القیوم جو میری بڑی باجی ہیں اور بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی بیگم ہیں یہ یہاں پہنچ گئی تھیں۔ کل ہی پہنچیں اور ملاقات ہو گئی۔ دیکھ لیا۔ یہ تھا ان کا عرصہ حیات اور بیماری کا دور۔

بعض دفعہ تسلی کے لئے میں جو باتیں ڈھونڈتا تھا ان میں ایک یہ بات بھی تھی جس کو بڑے ہی جذبہ تشکر کے ساتھ سنا کرتی تھیں۔ میں نے کہا کہ دیکھو! آج دنیا میں ایک مریض ہے جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہیں کہ خدا کی قسم ساری

دنیا میں کوئی مریض ایسا نہیں جس کے لئے اتنی دعائیں ہو رہی ہوں۔ مشرق سے مغرب تک دنیا بے چین ہے میں نے کہا کہ مجھے خط ملتے ہیں۔ تم اندازہ نہیں کر سکتی کہ کتنے تڑپانے والے خط ہیں۔ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ کالے گورے، ہر رنگ کے لوگ دور دراز ملکوں میں اس قدر بے قرار ہیں تو خدا نے تمہیں یہ سعادت نصیب کی ہے۔ کہاں سے کہاں تمہیں پہنچا دیا۔ شکر کرو۔ مجھے کہا کہ آپ لاکھ لاکھ شکر کریں۔ میں نے کہا کہ ہاں میں تو لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں تو آخری دور میں دعاؤں کی طرف، نیک باتوں کی طرف، ذکر الٰہی کی طرف بہت ہی توجہ رہی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آخری دنوں میں پوری طرح بغیر کسی تردد کے، بغیر کسی استثناء کے کامل طور پر راضی برضا ہو چکی تھیں اور اپنے آخری وقت کا اندازہ ہو چکا تھا۔

رات جس وقت دم توڑا ہے کوئی تکلیف نہیں تھی۔ باتیں کر رہی تھیں اور یہی اللہ سے میری بہت زیادہ دعا تھی کہ اے خدا! آرام سے اٹھانا۔ بشریٰ نرس جو ساتھ تھیں انہوں نے کہا کہ باتیں کر رہی تھیں۔ کوئی تکلیف نہیں تھی۔ بڑے سکون میں تھی تو ایک بات کے بعد دوسری بات نہیں آئی۔ میں نے دیکھا تو گھبرا کر میں باہر گئی۔ ڈاکٹر نے آکر دیکھا تو اس نے کہا کہ یہ تو دم توڑ چکی ہیں۔ اس طرح خدا نے اس التجا کو قبول فرمالیا اور بڑے سکون کے ساتھ رخصت ہوئیں۔ ان کی نماز جنازہ انشاء اللہ کل اسلام آباد میں ظہر کی نماز کے بعد ہوگی۔

❀ ❀ ❀

وقف نو میں بچے پیش کرنے والے خوش قسمت والدین

کے لئے

پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے۔ فرمایا :-

"میں جماعت کے اس حصے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطاء فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔ اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا تعالیٰ کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کریں"۔

فرمایا "یہ بچے قربانی کے مینڈھے سے بہت زیادہ عظمت رکھتے ہیں اور ان کے ماں باپ کو اس سے بہت زیادہ محبت سے ان کو خدا کے حضور پیش کرنا چاہیئے جتنی محبت خدا کی راہ میں بکرا ذبح کرنے والا اس کی تیاری کرتا ہے یا مینڈھے کی تیاری کرتا ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

❀ ❀ ❀

درس الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - اور - غزوات

(محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔اے۔ایم لٹ (آکسن)

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ (حج : ۴۱)

میرے درس کا عنوان ہے دعوت الی اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موضوع پر دو سال قبل درس دیا تھا۔ اس درس میں دعوت الی اللہ کے اعتبار سے آپ کے زندگی کے چند پہلوؤں پر گفتگو ہوئی تھی اور بہت سے پہلو رہ گئے تھے خاص طور پر یہ پہلو کہ دعوت الی اللہ کے راستہ میں جہاں آپکی مکی زندگی میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مظالم اور تکالیف کا نشانہ بنایا گیا وہاں مدنی زندگی میں آپ کو دعوت الی اللہ سے روکنے کے لئے آپ کے خلاف جنگ کی گئی اور سارا عرب آپ کے لئے دار الحرب بنا دیا گیا اس دار الحرب میں آپ سے کیا کردار ظاہر ہوا۔ آپ کی کیا شان دنیا نے دیکھی یہی ان درسوں کا عنوان ہے۔ لیکن اتنا وسیع مضمون ہے کہ ان چند دنوں میں کچھ جھلکیاں ہی دکھا سکوں گا۔

یہ بات یاد رہے کہ دار الحرب کے خلاف آپ کی طرف سے جو جواب دیا گیا وہ آپ کی خواہش اور مرضی سے نہیں تھا بلکہ خدا کے حکم سے تھا۔ آپ نے تو کبھی بھی خدا کی راہ میں تکالیف اٹھانے کے خلاف کوئی شکایت نہیں کی تھی اور نہ کسی کو شکایت کرنے دی تھی۔

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَۃً فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَۃِ فَشَکَوْنَا اِلَیْہِ فَقُلْنَا: اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوْا اللّٰہَ لَنَا فَجَلَسَ مُحْمَرًّا وَجْھُہٗ فَقَالَ قَدْ کَانَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَیُحْفَرُ لَہٗ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْمِنْشَارِ فَیُجْعَلُ عَلٰی رَأْسِہٖ فَیُجْعَلُ فِرْقَتَیْنِ مَا یَصْرِفُہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ۔ وَیُمَشَّطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیْدِ مَا دُوْنَ عَظْمِہٖ مِنْ لَحْمٍ وَعَصَبٍ مَا یَصْرِفُہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ۔ وَاللّٰہِ لَیُتِمَّنَّ اللّٰہُ ھٰذَا

الْاَمْرُ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاکِبُ مَا بَیْنَ صَنْعَاءَ وَحَضْرَمَوْتَ مَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ تَعَالٰی وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ، وَلٰکِنَّکُمْ تَعْجَلُوْنَ۔

(ابو داؤد کتاب الجہاد)

حضرت خبابؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم حضور کے پاس کعبہ میں آئے اس وقت آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر پر تکیہ کا ٹیک لئے لیٹے تھے ہم نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ اب تو مظالم کی حد ہو گئی) آپ کیوں ہمارے لئے اپنے اللہ سے مدد نہیں مانگتے۔ کیوں ہمارے حق میں ان مظالم کے ختم ہونے کے لئے دعا نہیں کرتے آپ ہماری یہ بات سن کر اٹھ بیٹھے اور آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپ ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا (کہ تم ابھی سے گھبرا گئے) تم سے پہلے لوگوں پر تو یہ حال گزرا کہ ایک شخص ایمان کی وجہ سے پکڑا جاتا پھر گڑھا کھود کر اس کو گاڑ دیا جاتا پھر ایک آرا لایا جاتا جس سے اس کے سر کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا مگر وہ صبر کرتا اور اپنے دین سے نہ پھرتا اور بعض دفعہ ایک آدمی کو پکڑ کر اس پر لوہے کے کنگھے چلائے جاتے اور اس کی ہڈیوں سے گوشت اور پٹھے نوچ لئے جاتے لیکن وہ اپنے دین سے نہ پھرتا۔ اللہ کی قسم اللہ ضرور اپنی بات پوری کرے گا (اور اسلام کے بارہ میں تم سب وعدے پورے ہوتے دیکھو گے) اور تم دیکھو گے کہ صنعاء اور حضر موت کے درمیان ایک شخص سفر کرے گا اور ایسا امن ہو گا کہ سوائے خدا کے وہ کسی سے نہ ڈرے گا۔ زیادہ سے زیادہ اس کو یہ ڈر ہو گا کہ کہیں بھیڑیے اس کی بکریاں نہ لے جائیں۔ لیکن تم جلدی کرتے ہو۔

دراصل اس جنگ کا آغاز اکابرین مکہ کی طرف سے اس وقت ہو گیا تھا جب مکہ میں آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا اس منصوبہ کی ناکامی کی ہی بنیاد پر آپ کے خلاف عرب میں جنگ کی آگ بھڑکائی گئی۔ دشمنوں کی نیتیں واضح تھیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ کَتَبُوْا اِلَی ابْنِ اُبَیٍّ وَاِلٰی جَمِیْعِ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ مِنْ عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ مِنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ بِالْمَدِیْنَۃِ قَبْلَ وَقْعَۃِ بَدْرٍ یَقُوْلُوْنَ اِنَّکُمْ اٰوَیْتُمُ الصُّبَاۃَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ صَاحِبَنَا وَاِنَّا نُقْسِمُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَتُقَاتِلُنَّہٗ اَوْ لَتُخْرِجُنَّہٗ اَوْ لَنَسِیْرَنَّ اِلَیْکُمْ بِاَجْمَعِنَا حَتّٰی نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَکُمْ وَنَسْتَبِیْحَ ذَرَارِیَکُمْ۔ وَفِیْ رِوَایَۃٍ نِسَاءَکُمْ.....

(ابو داؤد فی الخراج والامارۃ باب فی خبر نفیر)

عبدالرحمان بن کعبؓ (تابعی) ایک صحابی سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ قریش کے کافروں نے عبداللہ بن ابی اور اس کے اوس اور خزرج میں سے ان ساتھیوں کو جو بت پرستی کرتے تھے ایک خط بھیجا۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب حضور مدینہ میں تشریف لا چکے تھے اور بدر سے پہلے کا ہے اور اس خط میں کفار مکہ نے لکھا کہ تم نے صابیوں کو پناہ دے رکھی ہے ایک روایت میں ہے کہ تم نے ہمارے ساتھی کو پناہ دے رکھی ہے اور ہم لات اور عزیٰ کی قسم کھا کر تم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یا انکو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردو یا انہیں اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم لات اور عزیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر تم پر حملہ کریں گے۔ تم میں سے لڑنے والوں کو قتل کردیں گے اور تمہارے بچوں اور عورتوں کو اپنے تصرف میں لے آئیں گے۔ لیکن جو جنگ آپ نے کی وہ اس جنگ سے مختلف تھی جو آپ کے خلاف کی گئی اور دنیا کی تمام جنگوں سے بھی مختلف تھی جس طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کا حسن آپکی زندگی کے ہر موقعہ پر ظاہر ہوا۔ آپ کی شان آپ کا حسن اور آپ کی **عظمتیں** آپ کی جنگوں کو بھی ایک امتیاز دے گئیں۔ انہیں نکھار بخش گئیں انکو نرالے رنگ عطا کر گئیں۔

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً اَهْلُ الْاِيْمَانِ"

(باب فی النهی عن الْمُثْلَة)

حضرت علقمہ نے عبداللہؓ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ لوگوں میں سے سب سے زیادہ خونریزی اور قتل سے بچنے والے خدا کے بندے ہوتے ہیں۔ اور جنگوں میں سب سے زیادہ ناجائز باتوں سے رکنے والے عفت اختیار کرنے والے ظلم اور ناانصافی سے بچنے والے اور پاکیزہ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے بھی سب انسانوں سے بڑھ کر خدا کے بندے ہوتے ہیں

عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَبَاشَرَ الشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَاِنَّ نَوْمَهُ وَنَبْهَهُ اَجْرٌ كُلُّهُ وَاَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّسُمْعَةً وَّعَصَى الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِي الْاَرْضِ فَاِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ۔

(ابوداؤد کتاب الجهاد باب فیمن یغزوا وتلتمس الدنیا)

حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کی جنگیں دنیا میں لڑی جاتی ہیں ایک وہ جنگ ہے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑی جاتی ہے (جو اس غرض کے لئے جنگ کرے) اور امام کی اطاعت کرے۔ بہترین مال اس میں خرچ کرے۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آئے اور فساد سے بچے تو اس جنگ میں ایسے شخص کے لئے اس کا سونا اور اس کا جاگنا بھی اس کے لئے موجب اجر ہے لیکن ایک وہ جنگ ہے جو خدا کے لئے نہیں لڑی جاتی اور صرف اس لئے لڑی جاتی ہے کہ کوئی شخص یا تو اپنی بڑائی اور اپنا درجہ منوانا چاہتا ہو اور پھر ایسی جنگ لڑنے والا امام وقت کی نافرمانی بھی کرنے والا ہو اور زمین میں فساد کرے تو ایسا شخص ثواب کیا حاصل کرے گا وہ تو خائب و خاسر لوٹے گا۔

پھر آپ نے فرمایا

"مَنْ قَاتَلَ حَتّٰی تَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔"

صرف وہ شخص جو محض اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین بلند ہو۔ اللہ کی بات کا بول بالا ہو (اور اس کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہوتی) وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے اور اسی کی جنگ ایک جائز جنگ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ، وَیُقَاتِلُ لِیُحْمَدَ وَ یُقَاتِلَ لِیَغْنَمَ، وَیُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَاتَلَ حَتّٰی تَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ"۔

(باب من قاتل لتكون كلمة الله هی العلیا)

ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک شخص اس لئے جنگ کرتا ہے کہ اس کا نام زندہ رہے اور ایک شخص اس لئے جنگ کرتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اور ایک شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے جنگ کرتا ہے اور ایک شخص اس لئے جنگ کرتا ہے کہ لوگوں پر اس کی بہادری اور جنگی قابلیتوں کا سکہ بیٹھے تو ان میں سے کون مجاہد ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی نہیں بلکہ وہ شخص جو صرف اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین بلند ہو۔ اللہ کی بات کا بول بالا ہو وہ اللہ کے راستے میں لڑتا ہے۔

آپ کی جنگ ایک ضابطہ اخلاق کے تحت لڑی گئی وہ واحد جنگ تھی جس کی بنیاد اخلاقی اور روحانی قدروں پر تھی جس میں تقویٰ اللہ، انس محمدؐ، انصاف اور رحم کو میزان بنایا گیا تھا۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقْتُلُوا النِّسَاءَ (بزار) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَعَثَهُ هُوَ وَاَصْحَابَهُ لِقَتْلِ ابْنِ
اَبِي الْحُقَيْقِ وَهُوَ بِخَيْبَرَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ
(طبرانی) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ جُيُوْشَهُ قَالَ اخْرُجُوْا بِسْمِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَغْدُرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا
وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔ (احمد)

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ
سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَتَلَ
صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اَوْ اَحْرَقَ نَخْلًا اَوْ قَطَعَ شَجَرَةً مُثْمِرَةً
اَوْ ذَبَحَ شَاةً لِاِهَابِهَا لَمْ يَرْجِعْ كَفَافًا۔ (احمد)

وَعَنْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَّا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً كُنْتُ
فِيْهَا فَنَهَانَا اَنْ نَقْتُلَ الْعُسَفَاءَ وَالْوُصَفَاءَ۔ (احمد)

حضرت عوفؓ بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگ میں عورتوں کو مت قتل کرو۔ عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ جب جنگ خیبر کے موقعہ پر حضور نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو ابوالحقیق کے قتل کے لئے بھیجا تو آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور جب سریوں پر اپنے لشکر بھیجتے تو انکو نصیحت فرماتے کہ اللہ کا نام لیکر نکلو تم خدا کی راہ میں ان حربیوں سے جنگ کرو گے جو خدا کا انکار کرتے ہیں۔ بدعہدی نہ کرنا۔ اور نہ ہی خیانت کرنا۔ اور نہ ہی مثلہ کرنا اور نہ بچوں کو قتل کرنا اور نہ عبادت گاہوں سے تعلق رکھنے والوں کو قتل کرنا۔ حضرت ثوبان جو حضور کے آزاد کردہ غلام تھے سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ جس شخص نے بچوں یا بوڑھوں کو قتل کیا یا کھجور کے درختوں کو جلایا یا پھل دار

درخت کاٹ دیئے اور یا بکری کو صرف اس کے چمڑے کے لئے ذبح کیا وہ بغیر ثواب کمائے میدان جنگ سے خالی ہاتھ لوٹے گا۔

ایوب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اپنے صحابی والد سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے ایک دفعہ ایک لشکر بھیجا جس میں میں شامل تھا تو ہمیں اس بات سے روکا کہ ہم جنگ کے دوران بوڑھوں مزدوروں اور غلاموں کو قتل کریں۔

عَنْ رَبَاحِ ابْنِ رَبِیْعٍ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ غَزْوَۃٍ فَرَأٰی النَّاسَ مُجْتَمِعِیْنَ عَلٰی شَیْءٍ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ اُنْظُرْ عَلَامَ اِجْتَمَعَ ھٰؤُلَاءِ فَجَاءَ فَقَالَ عَلٰی اِمْرَءَۃٍ قَتِیْلٍ فَقَالَتْ مَا کَانَتْ ھٰذِہٖ لِتُقَاتِلَ وَقَالَ عَلَی الْمَقْدَمَۃِ خَالِدُ بْنُ وَلِیْدٍ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ قُلْ لِخَالِدٍ لَا یُقْتَلَنَّ اِمْرَأَۃً وَلَا عَسِیْفًا۔

(باب فی قتل النّساء مجمع الزوائد للھیثمی)

حضرت رباح بن ربیعؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم ایک جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس جنگ کے دوران ایک دن حضور کی نظر پڑی اور دیکھا کہ ایک جگہ پر لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو رہا ہے آپ نے وہاں ایک شخص کو بھیجا کہ پتہ کرو کہ کیا بات ہے لوگ کیوں وہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ شخص دیکھ کر واپس آیا تو عرض کیا کہ ایک عورت ماری گئی ہے اس کے گرد لوگ اکٹھے ہیں آپ نے فرمایا وہ تو جنگ میں شامل نہیں تھی پھر کیوں ماری گئی اس شخص نے عرض کیا کہ اگلے دستوں میں خالد بن ولید کی کمان ہے اور ان دستوں سے یہ عورت ماری گئی ہے تب حضور نے فرمایا خالد کو کہہ دو کہ کوئی عورت اور کوئی مزدور اور کوئی بوڑھا شخص قتل نہ کیا جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

❀ ❀ ❀

حضرت سیدنا حکیم نورالدین صاحب بھیروی کا جذبہ دعوت الی اللہ

(محترم محمود مجیب اصغر صاحب ۔کوٹ ادو مظفر گڑھ)

حضرت اقدس حکیم حافظ مولانا نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح اول (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کا جذبہ دعوت الی اللہ بے مثال ہے آپ فرماتے ہیں :

"جب میں نے موجودہ زمانہ کے مفاسد دیکھے تو میں مجدد الزماں کی تلاش میں بیت اللہ شریف تک پہنچا۔ اس مقدس سرزمین میں کئی بزرگوں کو زہد و تقویٰ میں بہت بڑھا ہوا پایا مگر ان میں سے کسی کو بھی مخالفین کے مقابلہ کی طرف توجہ نہ تھی حالانکہ میں خود ہندوستان میں دیکھ چکا تھا کہ لاکھوں طلبہ علوم دین کو چھوڑ کر اس کے مقابل انگریزی علوم کو ترجیح دے رہے ہیں کروڑوں کتابیں دشمنان کی طرف سے کے مقابلہ میں شائع ہو چکی تھیں میں کسی صادق کی آواز کا منتظر تھا کہ ناگاہ حضرت مولف براہین احمدیہ (مہدیٔ الزماں و مسیح دوراں) کی بشارت پہنچی پس میں حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ آپ ہی موعود اور حکم و عدل ہیں اور آپ ہی کو خدا نے تجدید امت کے مقام پر کھڑا کیا ہے اس پر میں نے خدا کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے اس احسان عظیم پر سجدات شکر بجالایا اور آپ کے غلاموں میں شامل ہو گیا"۔

(کرامات الصادقین ملخص از عربی عبارت بحوالہ تاریخ احمدیت جلد چہارم)

امام وقت کی تلاش کے بعد دعوت الی اللہ کے جذبہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے حضرت مسیح موعود (اللہ کی ان پر سلامتی ہو) کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ لکھا جس کا کچھ حصہ یہ ہے ۔

عالی جناب! میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔ میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے حضرت پیر و مرشد! میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں

کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔

(روحانی خزائن (فتح اسلام) جلد سوم ص ۳۶)

اس وقت آپ مہاراجہ جموں کے پاس بطور شاہی طبیب کام کر رہے تھے اور آپ کو وہاں پر ایک نمایاں مقام حاصل ہونے کے علاوہ سات سو روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی جو آج کل کے حساب سے ستر ہزار روپے ماہوار کے لگ بھگ بنتی ہے۔ جب آپ کو امام کی طرف سے اجازت ملی تو آپ فوراً یہ نوکری چھوڑ چھاڑ کر حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اپنا سب کچھ خدمت دین میں پیش کر دیا۔ امام وقت کی راہنمائی اور متابعت میں آپ کو گرانقدر خدمات کی توفیق ملی۔

۲۰ جنوری ۱۸۹۲ء کو آپ نے ایک پبلک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے لاہور میں دعوت الی اللہ کا یوں حق ادا کیا فرمایا :

"آپ نے مرزا صاحب کا دعویٰ اور اس کے دلائل سنے اور اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں اور بشارتوں کو بھی سنا جو ان مخالف حالات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں تمہارے اس شہر والے لوگ مجھے اور میرے خاندان کو جانتے ہیں علماء بھی مجھ سے ناواقف نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن کا فہم دیا ہے میں نے بہت غور مرزا صاحب کے دعاوی پر کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں ان کی خدمات کو دیکھا اور ان کی مخالفت کرنے والوں کے حالات پر غور کیا تو قرآن مجید نے میری راہنمائی فرمائی میں نے دیکھا ان سے پہلے آنے والوں کا مقابلہ جس طرح پر کیا گیا وہی اب ہو رہا ہے گویا اس پرانی تاریخ کو دوہرایا جا رہا ہے میں کلمہ شہادت پڑھ کر کہتا ہوں کہ مرزا حق پر ہے اور اس حق سے ٹکرانے والا باطل پاش پاش ہو جائے گا مومن حق کو قبول کرتا ہے میں نے حق سمجھ کر اسے قبول کیا ہے اور حضرت نبی کریم کے ارشاد کے موافق کہ مومن جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہے آپ کو بھی اس حق کی دعوت دیتا ہوں **وما علینا الا البلاغ**"۔

(حیات طیبہ مولفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل)

آپ کے آقا حضرت مسیح موعود نے گہری نظر سے آپ کی ان خدمات اور دعوت الی اللہ کے جذبہ کو دیکھا اور اپنی تصانیف میں اس کا اظہار نہایت ہی قابل رشک الفاظ میں کیا۔ حضور فرماتے ہیں۔

"جب اس نے (-) کو مجروح دیکھا اور اس کو ایک مسافر سرگردان کی طرح یا اس درخت کی طرح پایا جو اپنی جگہ سے اکھیڑا گیا ہو تو اس نے غم کو اپنا شعار بنا لیا اور مارے غم کے اس کا عیش مکدر ہو گیا اور وہ مضطر کی طرح دین کی مدد کو کھڑا ہو گیا اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جو دقائق اور

معارف سے بھری ہوئی ہیں اور جسکی نظیر پہلے لوگوں کی کتابوں میں نہیں پائی جاتی...... اس کو قرآن کریم کے دقائق کے استخراج میں اور فرقان حمید کے حقائق کے خزانوں کو پھیلانے میں عجیب ملکہ ہے بلاشک وہ مشکوۃ نبوت کے انوار سے منور ہے اور شان مردمی کے مناسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے نور لیتا ہے"۔

(روحانی خزائن (آئینہ کمالات اسلام) جلد پنجم ص ۵۸۲-۵۸۳)

آپ کی قابل رشک دینی خدمات کا اعتراف حضور ان قابل رشک الفاظ میں فرماتے ہیں فرمایا :

"میں ان کی بعض خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ (-) کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرت الہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے"۔

(روحانی خزائن (فتح اسلام) جلد سوم ص ۳۵)

اسی طرح حضور ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

حبی فی اللہ مولوی حکیم نوردین صاحب بھیروی......... کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے سچے خادم ہیں مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے"۔

(روحانی خزائن جلد سوم (ازالہ اوہام) ص ۵۲۰)

آپ کی دعوت الی اللہ کی غیر معمولی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایک اور جگہ فرماتے ہیں :

"غیر اللہ سے انقطاع میں اور ایثار اور خدمات دین میں وہ عجیب مخلص ہے اس نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مختلف وجوہات سے بہت مال خرچ کیا......... وہ چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے اعلاء اور تائید میں پانی کی طرح اپنا خون بہادے اور اپنی جان کو بھی خاتم النبیین کی راہ میں صرف کردے"۔

(حمامۃ البشریٰ (اردو ترجمہ از عربی عبارت)

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش جماعت احمدیہ کے سارے افراد ہی آپ کی

طرح ہو جائیں قیامت تک حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مندرجہ ذیل شعر آپ کے جذبہ دعوت الی اللہ اور غیر معمولی خدمات کی عکاسی کرتا رہے گا جس میں حضور فرماتے ہیں :

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بھی آپ یہی جذبہ تمام احمدی احباب کے دلوں میں گامزن کرنے کی جدوجہد فرماتے رہے یہی کیفیت آپ کی بعد میں رہی۔ آپ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا :

"غرض ہر حکم الٰہی میں اس کو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو۔ کسی تقریر اور چالاکی سے کام لے رہا ہوں یا سچے اخلاص سے اپنے ہر قول اور فعل کو پڑتال کرے کہ کیا واقعی خدا تعالیٰ کے لئے ہے یا دنیوی اغرض اور مقاصد پیش نظر ہیں پس اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیش نظر رکھو یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے"۔

(خطبات نور جلد اول)

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے وصال کے بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ خلافت احمدیہ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے اور چھ سال تک نہایت اہم اور تاریخی خدمات بجالاتے رہے بے شمار بنیادی قسم کے کام آپ کے عہد مبارک میں ہوئے آپ کی وفات پر آپ کی خدمات کا اعتراف اپنوں اور بیگانوں دونوں نے کیا یہاں صرف ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے اس موقع پر رقم فرمایا :۔

"اے جانے والے تجھے تیرا پاک عہد خلافت مبارک ہو کہ تو نے اپنے امام مطاع مسیح کی امانت کو خوب نبھایا اور خلافت کی بنیادوں کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ جا! اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارک باد کا تحفہ لے اور رضوان یار کا ہار پہن کر جنت میں ابدی بسیرا کر"۔

(سلسلہ احمدیہ مولفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد)

تصحیح

رسالہ انصار اللہ بابت ماہ اپریل کے صفحہ ۱۴ پر "نمبر ۲۶۔ تحریم" عنوان کے تحت آخری جملہ اس طرح ہے۔

"جو توبہ کریں اور ایمان لائیں وہ فرعون کی بیوی اور مریم کی طرح جنت میں داخل ہونگے۔ جو کافر اور منافق ہیں وہ نوح اور لوط کی بیویوں کی طرح جہنم میں ہیں"۔

(ادارہ)

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی المناک وفات پر

قراردادہائے تعزیت

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا

صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام

سیدنا وامامنا !

حضور اید کم اللہ تعالیٰ کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم کی اندوہناک وفات پر ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ حضور کی خدمت میں اور حضور کی صاحبزادیوں اور خاندان مسیح موعود (-) کے جملہ افراد کی خدمت میں اپنے دلی جذبات تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم دلوں کی گہرائی کے ساتھ اس غم میں حضور کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مونس و غمخوار آقا حضور اور غمزدہ خاندان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ سکینت بخشے اور ہمیشہ اپنی رحمت اور شفقت کے سایہ میں رکھے۔

اس نجیب الطرفین خاتون مبارکہ کی وفات ایک عظیم جماعتی سانحہ ہے۔ حضرت سیدہ مرحومہ نے حضور اید کم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی رفاقت کے پینتیس سال جس وفا' صدق اور رضاء کے ساتھ گزارے۔ اور حضور کے قدم بقدم اور شانہ بشانہ حضور کی مہمات دینیہ میں جس طرح بلاواسطہ اور بالواسطہ انتہائی خاموشی۔ مستعدی اور فرض شناسی سے حضور کی معاونت کی اس کے لئے حضرت سیدہ مرحومہ ساری جماعت کی طرف سے شکریہ کی مستحق ہیں۔ **شکر اللہ سعیھا فی ھذہ الدنیا والاخرۃ**

خاص طور پر حضور کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت سیدہ مرحومہ دس سال کا طویل عرصہ حضور کی شب و روز کی دینی مصروفیات میں حضور کی معین و مددگار رہیں۔ اور خدمت کا حق ادا کیا۔ انہوں نے اپنی صحت کی خرابی

کے باوجود اکناف عالم سے حضور کی ملاقات کے لئے بکثرت آنے والی خواتین کو ہمیشہ انتہائی خوش دلی سے خوش آمدید کہا اور اپنی منکسر۔ سادہ اور شگفتہ طبیعت سے ملنے والی خواتین پر اپنی شخصیت کے ناقابل فراموش اور انمٹ نقوش چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان **لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس** پر صدق دل سے عمل کر کے دکھایا۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم کو حضور کے عہد خلافت میں حضور کے سفر اور حضر میں حضور کی معیت کا شرف حاصل رہا۔ خاص طور پر اپریل ۱۹۸۴ء میں جب انتہائی خطرناک حالات میں حضور کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی تو اس تاریخی سفر میں آپ کو حضور کے شریک سفر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور پھر دسمبر ۱۹۹۱ء میں جب حضور ایدکم اللہ تعالیٰ نے انتہائی نامساعد اور مخدوش حالات کے باوجود قادیان دارالامان کے صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کا عزم فرمایا تو حضرت سیدہ مرحومہ نے شدید بیماری کے باوجود اس مبارک اور تاریخ ساز سفر میں حضور کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا اور پھر طویل سفر کی جملہ صعوبتوں کو انتہائی بشاشت کے ساتھ اس طرح برداشت کیا کہ دوسروں کو اپنی تکالیف کا احساس تک نہ ہونے دیا۔

صبرو رضاء کے اس پیکر نے اپنی طویل اور تکلیف دہ بیماری کو انتہائی صبر سے برداشت کیا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضاء پر راضی رہیں اور اس دنیائے فانی کی مختصری زندگی اس طور سے گزار گئیں کہ "تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند فرماتا رہے اور انہیں اپنا قرب بخشے اور حضور ' حضور کی صاحبزادیوں اور خاندان حضرت مسیح موعود (-) کے جملہ افراد کو صبر عطاء فرمائے اور غمزدہ دلوں پر اپنی رحمت اور سکینت کا مرہم رکھے۔

حضور ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عسر اور یسر ہر حال میں اپنی رضاء کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان

مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کے تمام اراکین نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ ' حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اندوہناک وفات کی خبر انتہائی رنج و غم اور دلی درد و کرب کے ساتھ سنی۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی رحلت مورخہ ۳۔ اپریل ۱۹۹۲ء جمعۃ الوداع کے ابتدائی لمحات میں بعمر ۵۶ سال لندن کے ہسپتال میں واقع ہوئی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعود کے پوتے حضرت مرزا رشید احمد صاحب اور پوتی حضرت سیدہ امتہ السلام صاحبہ کی جگر گوشہ ' حضرت مصلح موعود کی بہو اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں۔

آپ کی شادی ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔ اس طرح آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ۳۴ سال سے زائد عرصہ تک کی رفاقت نصیب ہوئی۔ جس میں سے قریباً دس سال کا عرصہ زمانہ خلافت میں گزرا۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ طبعاً" سادگی پسند' بااخلاق' منکسر المزاج' کم گو' سنجیدہ' تصنع سے پاک' نرم خو' اور انتہائی عزم و حوصلہ سے کام لینے والی مبارک خاتون تھیں خصوصاً" ۱۹۸۴ء کی ہجرت کے بعد آپ نے جس طرح انتہائی وقار' محنت' عزم و ہمت' خندہ پیشانی' کامل استقلال اور وفاداری بلکہ جانثاری کے ساتھ خلافت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قابل قدر تعاون کیا۔ اس پر ساری جماعت کے جملہ انصار بھی ہمیشہ آپ کے ممنون احسان رہیں گے۔

خلافت رابعہ کے انتہائی مصروف' تیز ترین اور بھرپور عالمگیر مساعی سے معمور دور میں آپ کو ہمارے محبوب آقا کا ہر حال میں ساتھ دینے کی توفیق و سعادت ملی جس کا دائرہ کار ایشیاء' یورپ' امریکہ' افریقہ اور آسٹریلیا کے پانچ براعظموں تک پھیلا ہوا ہے گویا زمین کا اکثر حصہ آپ کی خدمات پر ہمیشہ گواہ رہے گا۔

الغرض ایک مصروف و مقبول مثالی زندگی گزار کر حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا' طویل علالت کے سبب ایک سو ستائیس ممالک میں پھیلی ہوئی عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام مرد و زن کی دلی دعاؤں کے جلو میں رمضان المبارک کی آخری مقبول ساعتوں میں اپنے مولائے حقیقی کی طرف روانہ ہو گئیں۔ ؎

اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر بلانے والا ہے سب سے پیارا

ہم تمام اراکین مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان' اس المناک سانحہ ارتحال پر ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر غمگین دلوں اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کی رضا پر راضی' حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز' آپ کی صاحبزادیوں اور جملہ افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

خداوند کریم اس صدمہ اور غم کی حالت میں ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز' آپ کی صاحبزادیوں' بہنوں اور جملہ لواحقین و متعلقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور حضرت سیدہ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت و بخشش میں بلند سے بلند تر درجات سے نوازے۔ (آمین) ؎

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

❀ ❀ ❀

مجلس عاملہ لجنہ اماءاللہ پاکستان

مورخہ ۲۔۳ اپریل کی درمیانی شب لندن سے یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا و مولانا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا رشید احمد صاحب اور صاحبزادی امتہ السلام بیگم صاحبہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں۔ آپ کی شادی

حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۹ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ہوئی۔

آپ نہایت ہی نیک طبع، سادہ طبیعت اور بچوں سے بہت پیار کرنے والی خاتون تھیں۔ گزشتہ آٹھ سال سے عارضی ہجرت کا صبر آزما عرصہ دیار غیر میں آپ نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی رفاقت میں نہایت صبر سے گزارا۔ اس دوران آپ مختلف ممالک میں حضور ایدہ اللہ کے للہی سفروں میں بھی شریک رہیں اور احمدی مستورات اور بچیوں کی تربیت فرماتی رہیں۔ باوجود علالت کے گذشتہ سال حضور ایدہ اللہ کی رفاقت میں قادیان دارالامان کے تاریخ ساز جلسہ سالانہ میں شرکت کا اعزاز حاصل ہوا۔

اس جانکاہ سانحہ ارتحال پر ہم سب ممبرات لجنہ اماءاللہ پاکستان اپنے دردو غم سے بھرے ہوئے دلوں کے ساتھ پیارے آقا سیدنا و امامنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے تمام افراد خصوصاً آپ کے بچوں آپ کے بھائیوں، بہنوں، حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہیں اور یہ کہتی ہوئی انکے غم میں شریک ہیں۔ ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

❀ ❀ ❀

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز کے اجلاس منعقدہ ۱۰ اپریل ۱۹۹۲ء میں مندرجہ ذیل قرار داد تعزیت منظور کی گئی۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت اقدس مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی وفات کی المناک خبر سخت دکھ اور کرب کے ساتھ سنی گئی۔ ان کا انتقال لندن کے ایک ہسپتال میں ۳ اپریل ۱۹۹۲ء کو جمعہ کے روز پاکستانی وقت کے مطابق صبح ۴ بجکر ۳ منٹ پر ہوا جہاں وہ چند یوم سے علاج معالجہ کے لئے داخل تھیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ نجیب الطرفین کی حامل تھیں وہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں ان کے والدین صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب مرحوم اور صاحبزادی امتہ السلام صاحبہ مرحومہ نے ان کی شادی حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور حضرت سیدہ ام طاہر مریم بیگم کے فرزند ارجمند اور ہمارے موجودہ امام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ دسمبر ۱۹۵۷ء میں کی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کو خواتین مبارکہ کے زمرہ میں شامل فرمایا۔ انہوں نے انتہائی خلوص اور وفاداری کے ساتھ دس سال تک اپنے شوہر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کی عظیم الشان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں نبھانے کیلئے آپ کا ساتھ دیا اور پے در پے ابتلاؤں کے اس دور میں کمال صبرو ثبات اور شجاعت اور وفا کا اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا اور بے مثال خدمات دینیہ کی عالمی سطح پر توفیق پائی اور اپنے آرام اور ساری استعدادوں کو اسی راہ میں صرف کردیا۔ **فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔**

ہماری دعا ہے کہ ارحم الراحمین حضرت سیدہ موصوفہ کے ساتھ مغفرت اور رحمت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اپنے قرب میں ان کے درجات بلند فرماتا رہے اور ان کی نیک یادوں کو ہمیشہ زندہ رکھے (آمین)

ہم حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضور کی اولاد اور عزیز و اقارب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ہمارے دل غمگین اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ لیکن اپنے مولا کی رضاء کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔
رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا" اس موقع پر ہم اراکین عاملہ ممبران بین الاقوامی ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کی اولاد اور خاندان سے گہری ہمدردی

اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دست بدعاء ہیں کہ ہمارا پیارا رب انہیں صبر جمیل عطاء فرمائے اور غم کے ان لمحات کو آسان فرمادے اور اپنے غیر معمولی فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں سے نوازتے ہوئے اس خلاء کو پر فرمادے۔ اللھم امین یا ارحم الراحمین۔

❁ ❁ ❁

جماعت احمدیہ برطانیہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جملہ افراد نے یہ خبر انتہائی کرب اور دکھ بھرے دل کے ساتھ سنی کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ ۲ اور ۳ اپریل کی درمیانی شب بارہ بجنے کے چند منٹ بعد جمعہ کے روز ۵۶ سال کی عمر میں لندن کے ہسپتال میں مولائے حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ مکرم و محترم مرزا رشید احمد صاحب ابن حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیٹی اور اس لحاظ سے سیدنا حضرت مسیح موعود کی پڑپوتی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ سیدہ امتہ السلام صاحبہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ دسمبر ۱۹۵۷ء میں آپ کی شادی سیدنا حضرت مصلح موعود کے صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۲ء میں منصب خلافت پر متمکن فرمایا۔ اس طرح حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نے ۳۵ سال کا عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زوجیت اور رفاقت میں گزارا۔ زندگی کے آخری دس سال خلیفہ وقت کی اہلیہ کے طور پر آپ نے جس طرح والہانہ خدمت میں دن رات بسر کئے وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ آپ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدم بقدم خدمت سلسلہ میں بھرپور حصہ لیا اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے طبقہ نسواں سے مشفقانہ رابطہ اور تربیت کا فریضہ جس محبت اور لگن سے ادا فرمایا وہ آپ کی محبت بھری یاد کو ہمیشہ زندہ رکھنے کا ذریعہ رہے گا۔ آپ کا وصال ایک عظیم جماعتی صدمہ ہے جس کی وجہ سے جماعت کا ایک ایک فرد مغموم اور محزون ہے لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی جملہ خدمات دینیہ کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ان کی بہترین جزا عطا فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں مقام خاص عطا فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات قرب سے نوازے۔ آمین۔

اس جانکاہ صدمہ کے موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں صمیم قلب سے اٹھنے والے جذبات تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کے ساتھ ہو اور اس مشکل مرحلہ پر معین و مددگار ہو اور اپنے خاص کرم سے حضور انور کے رنجور دل کو تسکین اور صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم سب حضور انور کی چاروں بیٹیوں، دونوں دامادوں، حضرت بیگم صاحبہ کی دونوں بہنوں اور دونوں بھائیوں، حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ، حضرت سیدہ ام امتہ المتین صاحبہ، حضور انور کی جملہ ہمشیرگان اور برادران نیز خاندان مسیح پاک کے جملہ افراد سے بھی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے سب کے لئے دعاگو ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضل خاص سے صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

اس عظیم جماعتی صدمہ کے موقعہ پر ہم اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کے سب افراد سے بھی اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ یہ غم ہم سب کا مشترک غم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

❀❀❀

جماعت احمدیہ ڈنمارک

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا یہ ہنگامی اجلاس حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ غفرھا اللہ و نور مرقدھا کی وفات پر گہرے قلبی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلسلہ حقہ کے ہر فرد کو بلاشبہ حزین بنا کر بحالت راضیتہ مرضیتہ" اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہم تمام ممبران جماعت احمدیہ ڈنمارک مجسم دعا بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ فریادی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی روح کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے تلے اٹھائے اور اپنے بے پایاں فضل سے آپ کو ابد الآباد جنتوں میں داخل فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا یہ ہنگامی اجلاس اپنے پیارے اور محبوب امام حضرت خلیفتہ المسیح الرابع اید کم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، پیاری صاحبزادیوں اور جملہ افراد خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود کے ساتھ انتہائی دلی افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مولیٰ حقیقی سے ملتجی ہیں کہ وہ ہمارے پیارے سیدنا کا مطہر و بابرکت سایہ سلسلہ حقہ کے سر پر ہمیشہ باصحت سلامت رکھے۔ آمین۔

❀❀❀

جماعت احمدیہ لاہور

آج مورخہ ۴ اپریل ۱۹۹۲ء، بروز جمعۃ المبارک دارالذکر میں منعقدہ جماعت احمدیہ لاہور کا یہ غیر معمولی تعزیتی اجلاس اپنے امام ہمام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ اور دلی غم واندوہ کا اظہار کرتا ہے جو آسمانی بلاوے پر ۲ / ۳ اپریل ۱۹۹۲ء کی درمیانی رات کولندن میں (لندن کے وقت کے مطابق بارہ بجکر تین منٹ پر اور پاکستان کے وقت کے مطابق چار بجکر تین منٹ پر) اپنے خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس صدمہ جانکاہ پر آنکھیں اشکبار۔ دل سوگوار اور روحیں بے قرار ہیں۔ تاہم حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کے مطابق کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم انتہائی صبر و شکر کے ساتھ اپنے رب کی رضا اور تقدیر کو قبول کرتے ہیں اور اسی کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہی ہم سب کا ہر حال میں سہارا ہو، سیدہ مرحومہ کے درجات کو بلند کرے، انہیں اپنی رحمت و برکت کی چادر میں لپیٹ لے اور اس کی رحمت، رأفت اور شفقت ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دلی دکھ کا مداوا بن جائے۔ نیز مرحومہ کی چاروں صاحبزادیوں اور خاندان مسیح موعود کے تمام افراد کو اپنی رضا و خوشنودی کے مطابق اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم مرحومہ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی نواسی اور حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی تھیں۔ یہ اجلاس ان دونوں خاندانوں کے تمام ارکان سے بھی دلی تعزیت کرتے ہوئے اپنے رب جلیل سے التجا کرتا ہے کہ وہ انہیں اپنی اس تقدیر کو صبر جمیل سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کو جو محبت اپنی جماعت سے ہے اور جماعت کو جو محبت، وارفتگی اور دلی عقیدت اپنے امام کے ساتھ ہے لاریب اس رشتہ کے استحکام میں بھی مرحومہ کا حصہ ہے۔ جن کی مخلصانہ وذمہ دارانہ رفاقت نے امور جماعت کی تکمیل میں ہر طرح ممد ہو کر اس دو طرفہ محبت میں لحہ بہ لحہ اضافہ کو ممکن بنایا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور غم واندوہ کی اس گھڑی میں ہمارے آقا کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

مرحومہ سیدہ آصفہ بیگم طبعاً" بڑی سادہ، کم آمیز اور کم گو تھیں۔ لیکن اپنے شوہر نامدار کے جماعت کا امام منتخب ہونے پر بفضلہ تعالیٰ انہوں نے اپنے طبعی میلانات اور فکر و نظر میں ایسی تبدیلیاں پیدا کیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نئی اور ہمہ گیر ذمہ داریوں کی انجام دہی میں حتی المقدور ہاتھ بٹایا اور سفر و حضر میں ساتھ رہ کر جگہ جگہ، ملکوں ملکوں تقریریں

کیں اور گزشتہ دس سالوں میں دنیا بھر کے ممالک میں واقع جماعت ہائے احمدیہ کا دورہ کیا۔ دسمبر ۱۹۹۱ء میں "صد سالہ جلسہ قادیان" میں شرکت کے لئے سفر جس سلسلہ کی آخری کڑی تھا۔

اللہ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے کہ اسی کا فضل ہمارا آخری سہارا اور پناہ گاہ ہے۔

(۱) اسی قسم کے جذبات کا اظہار جماعت احمدیہ اسلام آباد۔
(۲) جماعت احمدیہ میرپور خاص سندھ
(۳) جماعت احمدیہ علی پور چھٹہ ضلع گوجرانوالہ نے اپنی اپنی قرارداد تعزیت میں کیا ہے۔

مجلس انصاراللہ ضلع لاہور

مجلس انصاراللہ ضلع لاہور کی مجلس عاملہ کا یہ ہنگامی اجلاس حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات حسرت آیات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت سیدہ موصوفہ ۲ اور ۳ اپریل ۱۹۹۲ء کی درمیانی شب کو لندن کے وقت کے مطابق بارہ بجکر تین منٹ پر اور پاکستانی وقت کے مطابق چار بجکر تین منٹ پر طویل علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مرحومہ (جن کو مرحومہ کہتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے) بہت کم گو، صابرو شاکر، خلیق اور مہربان شخصیت تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنے قابل صد احترام شوہر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کی امور دینیہ کی سرانجام دہی میں ہمیشہ ممد و معاون رہیں۔ انتخاب خلافت کے بعد حضور کے ہمراہ انہوں نے دنیا بھر کے ممالک کا دورہ کیا اور متعدد مقامات پر خواتین سے خطاب فرمایا۔

آپ کی وفات پر ہمارے دل حزیں اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ صدمہ ہے اور بہت ہے لیکن ہم اپنے خدا کی رضا پر راضی ہیں ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ وہ ارحم الراحمین آسمانی آقا سیدہ موصوفہ کو اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

ہم ان کی چاروں بچیوں اور تمام اہل خاندان سے بھی دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو صبر جمیل سے نوازے اور ہمیشہ ان پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش فرماتا رہے۔ آمین۔

❀ ❀ ❀

مجلس انصار اللہ ضلع شیخوپورہ

ہمارے لئے یہ اطلاع انتہائی افسوس اور گہرے دکھ کا باعث ہے کہ آج صبح حضور کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ طویل بیماری کے بعد اس دار فانی سے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلا شبہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی المناک جدائی حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور افراد جماعت کے لئے انتہائی ناقابل برداشت صدمہ ہے۔ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کا مبارک وجود حضور انور اور لجنہ اماء اللہ کے مابین ایک مقدس وسیلہ کا درجہ رکھتا تھا لیکن ہم اپنے مولیٰ کی رضا پر راضی ہیں ؎

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مجلس انصار اللہ ضلع شیخوپورہ کا یہ ہنگامی اور تعزیتی اجلاس حضور پرنور کے ارشاد کے مطابق خدا تعالیٰ کی تقدیر کو قبول کرتے ہوئے گہرے درد دل کے ساتھ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔ ہم دلی دعا کرتے ہیں کہ مولائے کریم ہمارے پیارے آقا اور آپ کے اہل خاندان کو اس عظیم صدمہ کی برداشت اور صبر جمیل عطا فرمائے نیز اپنی جناب سے زخمی اور مغموم دلوں کی ڈھارس اور مرہم کے سامان پیدا فرمائے اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے (آمین ثم آمین)

❀ ❀ ❀

کارکنان دفتر مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ

ہم جملہ کارکنان دفتر مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ نے اس دلخراش خبر کو نہایت کرب اور دکھ سے سنا کہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو اور تین اپریل کی

درمیانی شب پاکستانی وقت کے مطابق صبح ۴ بجکر ۳ منٹ پر لندن کے ایک ہسپتال میں ۵۶ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پڑپوتی۔ حضرت فضل عمر مصلح موعود کی بہو، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی زوجہ محترمہ تھیں اور لاریب خواتین مبارکہ کی ایک رکن۔ ایسے نادر وجود کی جدائی قلب و جگر کو جھنجوڑ جاتی ہے لیکن

"بلانے والا ہے سب سے پیارا   اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

کی مرہم دل کے زخموں کو بھر دیتی ہے۔

منصب خلافت پر متمکن ہونے سے پہلے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر تھے۔ ان دنوں حضرت سیدہ موصوفہ نے اپنی نگرانی میں گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں مہمانان کرام کے لئے بستر بنوائے بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے سفروں میں ہمرکاب رہیں اور حضور انور کے آرام و آسائش کے علاوہ طبقہ نسواں کی تربیت اور دلجوئی کا فریضہ باحسن طریق سرانجام دیا۔ آخری آٹھ سال جو مرکز اور اپنے عزیز و اقارب سے دوری اور ہجرت میں گزرے اس کڑے وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے آرام و آسائش کے سلسلہ میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہم جملہ کارکنان انصار اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی جملہ خدمات دینیہ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے اپنی رضاء کی جنتوں میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات قرب عطا فرمائے۔ آمین۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

اس جانکاہ صدمہ کے موقع پر ہم اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مغموم دلوں سے اٹھنے والے جذبات تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اور رب رحیم و کریم کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ مولا کریم حضور انور اور حضرت مسیح موعود کے تمام خاندان اور جملہ افراد جماعت کے دلوں پر سکینت نازل فرمائے اور حضور انور کی دینی مہمات میں کوئی کمی نہ آنے پائے اور ہر آن اس کی نصرت شامل حال رہے اور ایسے سامان مہیا فرمائے اور ایسے حالات پیدا فرمائے کہ عرش پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اور زمین پر اس کے عاجز بندے یعنی افراد جماعت اس کی حمد میں رطب اللسان ہو جائیں۔ (آمین)

ہم سب حضور انور کی صاحبزادیوں، دامادوں، حضرت بیگم صاحبہ کی بہنوں اور بھائیوں، حضور انور کی ہمشیرگان اور

خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ افراد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے اور صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

❁ ❁ ❁

مجلس انصاراللہ اسلام آباد شرقی

مجلس انصار اللہ شرقی، اسلام آباد کا یہ غیر معمولی اجلاس، حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ، حرم محترمہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رحلت پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی جدائی پر ہمارے دل مغموم ہیں اور اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ کے غم واندوہ کا خیال کر کے دل انتہائی کرب اور دکھ محسوس کرتے ہیں۔ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مسیح موعود کی پڑپوتی، حضرت مصلح موعود کی بہو، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں اور سب سے بڑھ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی حرم محترم ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ۳۴ سالہ رفاقت کے اس دور میں آپ بہترین رفیق ثابت ہوئیں اور خلافت کی عظیم ذمہ داریوں میں پوری وفاداری کے ساتھ حضور کا ہاتھ بٹایا۔ حضرت سیدہ نہایت سادہ، منکسر المزاج، کم گو، با اخلاق، غریبوں کی ہمدرد تھیں۔ ہم غمگین دلوں اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز آپکی صاحبزادیوں، ہمشیرگان، بھائیوں اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کے جملہ افراد سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ صدمہ اور غم کی اس گھڑی میں ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپ کی بچیوں کا حامی و ناصر ہو اور حضرت سیدہ مرحومہ مغفورہ کی روح پر بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ نیز حضرت سیدہ کے سب لواحقین اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

درج ذیل مجالس انصار اللہ سے بھی اسی قسم کے جذبات پر مشتمل قرار دادہائے تعزیت موصول ہوئیں۔

مجلس عاملہ انصار اللہ عزیز آباد کراچی۔

مجلس انصار اللہ اسلامیہ پارک لاہور۔

مجلس انصار اللہ فضل عمر فیصل آباد شہر۔

مجلس انصار اللہ دار الذکر لاہور

مجلس انصار اللہ بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور

مجلس انصار اللہ دہلی گیٹ لاہور

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی چہارم ۱۹۹۱ء

علم و فضل میں ترقی کے اس امتحان میں کل ۳۹ اضلاع کی ۱۵۸ مجالس کے ۱۸۱۳ انصار نے شرکت کی۔ جن میں سے مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

۱۔ مکرم محمد اعظم صاحب اکسیر	دارالصدر جنوبی۔ ربوہ	اول
۲۔ مکرم عزیز احمد طاہر صاحب	ٹوبہ ٹیک سنگھ	دوم
۳۔ مکرم محمد ابراہیم شاہ صاحب	خانیوال	سوم

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل انصار نے اس امتحان میں خصوصی گریڈ حاصل کیا ہے۔

۱۔ مکرم محمد بشیر احمد صاحب کھٹانہ۔ محمد آباد اسٹیٹ ۲۔ مکرم سید عزیز حسین شاہ صاحب۔ نصیرہ ضلع گجرات۔ ۳۔ مکرم ڈاکٹر چوہدری احمد حسن چیمہ صاحب۔ گجرات شہر۔ ۴۔ مکرم ولی محمد صاحب۔ بصیرپور ضلع اوکاڑہ۔ ۵۔ مکرم چوہدری محمد علی صاحب۔ جسوکی ضلع گجرات۔ ۶۔ مکرم محمد شفیع سلیم صاحب۔ کھاریاں۔ ۷۔ مکرم سید محمد میاں سلیم صاحب۔ دستگیر سوسائٹی کراچی۔ ۸۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی۔ دارالرحمت غربی ربوہ۔ ۹۔ مکرم چوہدری احمد دین صاحب۔ فیصل آباد۔ ۱۰۔ مکرم عبدالمنان فیاض صاحب۔ اسلام آباد شرقی۔ ۱۱۔ مکرم محمد عبداللہ باجوہ صاحب۔ ظفروال ضلع سیالکوٹ۔ ۱۲۔ مکرم محمد رمضان صاحب۔ مصری شاہ لاہور۔ ۱۳۔ مکرم محمد شریف خالد صاحب۔ پتوکی۔ ۱۴۔ مکرم محمد علیم الدین صاحب۔ اسلام آباد شرقی۔ ۱۵ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب۔ دارالرحمت شرقی ربوہ۔ ۱۶ مکرم صوفی رمضان علی صاحب۔ ناصر آباد ربوہ۔ ۱۷۔ مکرم عبدالباسط ناصر صاحب۔ دارالبرکات ربوہ۔ ۱۸۔ مکرم چوہدری غلام علی صاحب۔ دارالعلوم غربی ربوہ۔ ۱۹۔ مکرم عبدالرشید احمد صاحب۔ دارالصدر شمالی ربوہ۔ ۲۰۔ مکرم محمد سعید انصاری صاحب۔ دارالصدر جنوبی ربوہ۔ ۲۱۔ مکرم منشی مبشر احمد صاحب۔ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ ۲۲ مکرم ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب ملک۔ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ ۲۳۔ مکرم مبارک احمد قمر صاحب۔ دارالصدر جنوبی ربوہ۔ ۲۴۔ مکرم حاجی عبدالرشید صاحب۔ دارالعلوم غربی (ب) ربوہ۔ ۲۵۔ مکرم چوہدری صادق علی صاحب۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ ۲۶۔ مکرم میاں مبارک احمد صاحب۔ رحمان پورہ لاہور۔ ۲۷۔ مکرم چوہدری ظفراللہ خان ساہی صاحب۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ ۲۸۔ مکرم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔ ۲۹۔ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب۔ کوئٹہ۔ ۳۰۔ مکرم میاں عبداللطیف صاحب شاہ کوٹی۔ عزیز آباد کراچی۔ ۳۱۔ مکرم سید محمد یحیٰ صاحب۔ سمن آباد۔ فیصل آباد۔ ۳۲۔ مکرم صوبیدار برکت علی صاحب۔ دارالیمن وسطی ربوہ۔ ۳۳۔ مکرم عبدالرشید صاحب ساٹری۔ عزیز آباد کراچی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرکزی امتحان میں حصہ لینے والے تمام انصار کے علم و فضل میں ترقی دے۔ اور نمایاں پوزیشن خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار کے لئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین۔

(شیخ منور احمد شمیم خالد۔ قائد تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان۔ ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو اور خصوصی ہدایات

۱۔ اس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان میٹرک کے نتیجہ کے بعد کر دیا جائے گا۔

۲۔ جو نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے وقف کا ارادہ رکھتے ہیں وہ میٹرک / ایف اے کے امتحان کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں۔ درخواست پر والد / سرپرست کے بھی دستخط ضروری ہیں۔

۳۔ درخواست میں نام۔ ولدیت۔ تاریخ پیدائش۔ تعلیم اور مکمل پتہ درج کیا جائے۔

۴۔ ایسے نوجوان جن کے والدین نے ان کو قبل ازیں وقف اولاد کے تحت وقف کیا ہوا ہے اور اس سال انہوں نے میٹرک کا امتحان دیا ہے یا دے رہے ہیں وہ وکالت دیوان کی سابقہ چھٹی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔

۵۔ میٹرک کے امتحان کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دیں۔

۶۔ قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں۔

۷۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں۔

۸۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میٹرک کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

تقرر نمائندہ ماہنامہ انصاراللہ برائے امریکہ

مکرم رشید احمد صاحب صابر جن کا ایڈریس حسب ذیل ہے کو نمائندہ ماہنامہ انصار اللہ برائے امریکہ مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا تقرر مبارک کرے اور ان کو اعلیٰ رنگ میں خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ امریکہ کے احباب سے ان سے تعاون کی درخواست ہے۔

Address

Mr. Rashid Ahmad Sabir
311 N. Piedmont Street APT. No. 3
Arlington, VA 22203 - 3437
U.S.A.

(مینجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ منظوم کلام

تری بقا کا سفر تھا قدم قدم اعجاز

حضور انور فرماتے ہیں :۔

آصفہ بیگم کے وصال سے تقریباً دو ہفتے پہلے تہجد کے وقت جب آنکھ کھلی تو ذہن میں الفاظ کے بغیر ہی بعض اشعار کا مضمون مترنّم تھا۔ بحر معیّن تھی اور قافیہ و ردیف "دم اعجاز" "قدم اعجاز" وغیرہ کی تال پر تھے۔ صبح مَیں نے اس مضمون کو ۲ دو شعروں کے سانچے میں ڈھالا اور ہسپتال جا کر آصفہ بیگم کو یہ شعر سُنائے تو انہیں بہت روحانی تسکین ملی اور نمناک آنکھوں میں جذباتِ تشکّر جھلملانے لگے مَیں نے انہیں کہا کہ یہ نظم مکمل ہو جائے گی تو آئندہ جلسہ پر خواتین کے اجلاس میں مونا بیٹی سے کہوں گا کہ ہماری موجودگی میں پڑھ کر سُنائے۔ بعدازاں ان کی زندگی میں یہ نظم مکمل کرنے کا وقت میسّر آیا نہ دماغ۔ ہر روز مرض میں نئی پیچیدگیاں پیدا ہونے لگیں۔ ہر شب کی دعائیں اس پیچیدگی کے قدم روک لیتیں لیکن ایک فکر سے نجات ملتی تو ایک دوسری دامنگیر ہو جاتی۔ رفتہ رفتہ یہ تقدیر واضح نقش کے طور پر اُبھر آئی کہ روزمرّہ قبولیتِ دعا اور شفاء کی یہ جھلکیاں محض دلداری اور نرم سلوک کا مظہر ہیں ورنہ تقدیرِ مُبرم کو کوئی دعا ٹال نہیں سکتی۔

جب یہ رمز و کنایہ مجھ پر روشن ہو گیا تو ایک رات مَیں نے بارگاہِ الٰہی میں اسی مضمون کا رونا رویا لیکن کامل طور پر حدودِ بندگی اور حدِّ ادب کے اندر رہتے ہوئے مَیں نے عرض کیا کہ مجھے شُبہ سا پڑ رہا ہے مگر قطعی طور پر صرف تُو جانتا ہے کہ تُو کیا مقدّر فرما چکا ہے۔ مجھے تو یہ بھی اعتماد نہیں کہ جو مانگوں وہ کہیں خیر کے پردے میں شرّ نہ نکلے۔ پس حضرت موسیٰؑ کے الفاظ میں میری اِلتجا یہی ہے کہ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ۔

دوسرے روز جب مَیں نے بی بی کو اختصار کے ساتھ یہ روئداد سُنائی تو رونے کی آواز تو نہ آئی مگر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ان کی وفات تک مَیں یہی سمجھتا رہا کہ اپنی بیچارگی کی حالت پر رو رہی تھیں مگر وفات کے بعد مجھے فائزہ بیٹی اور امۃ القدوس نے بتایا کہ وہ اپنی وجہ سے نہیں بلکہ اِس وجہ سے رو رہی تھیں کہ مَیں ان کی تکلیف کو اتنا محسوس کر رہا ہوں اور سخت کرب میں مبتلا ہوں۔

نظم کے جو پہلے دو شعر اُن کی زندگی میں ہوئے تھے وہ صرف دو لفظی تبدیلیوں کے ساتھ اس طرح پوری نظم میں شامل ہیں۔ پہلے مصرعہ میں "بقا" کی بجائے "شفاء" کا لفظ تھا اور "تھا" کی بجائے "ہے" کا۔ گویا مصرعہ یوں تھا "تری شفاء کا سفر ہے قدم قدم اعجاز"

والسّلام

خاکسار مرزا طاہر احمد

تری بقا کا سفر تھا قدم قدم اعجاز　　بدن سے سانس کا ہر رشتہ دم بدم اعجاز

ترا فنا کے اُفق سے پلٹ پلٹ آنا　　دعا کے دوش پہ نبضوں کا زیر و بم اعجاز

تھا اِک کرشمۂ پیہم ترا دلِ بیمار　　دکھایا ہوگا کسی دل نے ایسا کم اعجاز

نحیف جان، بہت بوجھ اُٹھا کے چلتی رہی　　ہر ایک نقشِ قدم پر تھا مُرتسم اعجاز

اسی کا فیض تھا ورنہ مری دعا کیا تھی　　کہے سے اس کے دکھاتا تھا میرا غم اعجاز

جب اس کا اِذن نہ آیا، خطا گئی فریاد　　رہی نہ آہ کرشمہ، نہ چشمِ نم اعجاز

غنا نے اس کی جو عرفانِ بندگی بخشا　　نہیں تھا وہ کسی جُود و عطا سے کم اعجاز

بچشمِ نم تمہیں سمجھایا، بس خدا کے لئے　　دکھاؤ نا، سرِ تسلیم کر کے خم اعجاز

یونہی شماتتِ اعدا سے مت ڈرو بی بی!　　ہمارے حق میں دکھائیں گے یہ ستم اعجاز

ہو موت اس کی رضا پر یہی کرامت ہے　　خوشی سے اس کے کہے میں جو کھائیں سم اعجاز

وہیں تمہاری انا کا سفر تمام ہوا　　حیات و موت وہیں بن گئے بہم اعجاز

نحیف ہونٹوں سے اُٹھی ندائے استغفار　　نوائے توبہ تھی اللہ کی قسم اعجاز

مجھے کبھی بھی تم اِتنی نہیں لگیں پیاری　　وہ حُسن تھا ملکوتی، وہ ضبطِ غم اعجاز

اُسی کی ہوگئیں تم اُس کے امر ہی سے تمہیں
اَمر بنانے کا دکھلا گئی عدم اعجاز

کبھی تو آکے ملیں گے، چلو، خدا کے سپرد
کبھی تو دیکھیں گے احیائے نَو کا ہم اعجاز

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ)